

# اللَّهُ وَرَسُولُهُ



أَبُو الْإِمْتِيَّازِ، ع. س. مُسَلَّم



# الله ورسوله

ابو الامتياز - ع - س ميسلم



## ابوالامتیاز، ع۔ س۔ مسلم کی تصانیف

حمد و نعت ۱۹۸۳ء

حمیدیں، مناجاتیں، نعتیں

کاروانِ حرم (دشمنِ مسلم) ۱۹۸۵ء

مکرم سفرِ حرمین الشریفین

اللہ و رسول ۱۹۹۳ء

حمیدیں، نعتیں، منقبت

کعبہ و طیبہ ۱۹۹۲ء

زیادیں، حمیدیں، نعتیں، ترانہ

زمزمہ سلام ۱۹۹۲ء

مجموعہ سلام بحضرت سرورِ کونین

زمزمہ درود ۱۹۹۲ء

مجموعہ سلام بحضرت سرورِ کونین

ایک شہنشی کے پھول ۱۹۵۶ء

افسانے

ادس اور کرمیں ۱۹۶۲ء

غزلیں، نظمیں، گیت

اردو مرثیہ کے پانچ سو سال

(تالیف)۔ تاریخ و انتخاب ۱۹۶۰ء

ذوقِ قریب

برگِ تر (نظمیں، گیت)

غزلوں کا مجسمہ

ہماری کتابوں کا امتیازی سلسلہ

بچوں اور طالب علموں کے لئے

ہمارا دین، بنیادی عقائد (نظم)

ہماری تعلیم

اسلامی امراتی تعلیمات (نظم)

ہماری ہدایت

آدم سے تارِ رسولِ کریم سلسلہ ہدایت (نثر)

ہماری ملت

قومی درمی وحدت (نظم و نثر)

ہمارا پاکستان

تعمیر و حُبِ وطن (نظم)

ہم پاکستانی بنجے

تعمیرِ اخلاق و حُبِ وطن (نظم)

ہماری سائنس

علم و ایجادات (نثر و نظم)

ہماری لڑیاں اور جھوٹے

ماؤں اور بہنوں کے لئے (نظم)

ہماری گیت

ماؤں بہنوں اور بچوں کے لئے (نظم)

ہم پھول اس آئینہ کے

نستے لادلوں کے لئے (نظم)

اللَّهُ وَرَسُولُ

أَبُو الْأَمْتِ يَا زَيْدَ ع. ي. س. مُسَلِّم

مَقْبُولُ الْكِتَابِ شَاهِدَةٌ قَائِدُ عِظَمِ الْأَهْلِ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

۱۹۹۳ء

مقبول ایڈری

دیال سنگھ سیشن شافراہ قائد اعظم لاہور

قیمت :- .. / ۱۰۰ روپے

پرنٹرز : معظم پرنٹرز لاہور



# ترتیب

۹	تشکر
۱۰	رباعی (تائید شاعری) راعب مراد آبادی
۱۱	پیشوائی و مقدمہ حقیقت نامہ
۲۷	فصل بہار ابوالاعلیٰ مکی
۳۳	الواحد الأحد (قطعہ)

## اللہ

۳۵	حمد حق نسبت نبی کا ذکر جب ہونے لگا
۳۶	ترے نام سے ابتدا یا رحیم
۳۷	رب العالی المتعال (قطعہ)
۳۸	نام سے تیرے ہے آغازِ بیاں
۳۹	تو خلاقِ نیکتا ہے یا کردگار (قطعہ)
۴۰	اے خدا نے مہرباں
۴۱	عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا
۴۲	بفضلِ تو مطلقِ ضوفاں ہوں

- ۵۳ ذوالجمال و ذوالجلال  
 ۵۵ رحمت کی بارش سے مولا کی کھیتی ہلکے  
 ۵۷ محیطِ عالم ہے حسنِ تیرا یہ میرا حسنِ نظر نہیں ہے  
 ۵۹ ترا تھکا نہ ہے جس میں یاربِ عزیزِ دل کو وہ گھر عطا کر

## رَسُول

- ۶۱  
 ۶۲ ہو محبت سے ادا نام محمد ایک بار  
 ۶۵ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ (۱)  
 ۶۷ ہو محمد مصطفیٰ پر اے خدا ہر دم درود  
 ۶۹ شاہدِ حق تو ہے آقا اور ہے مشہود بھی  
 ۷۱ کون تجھ پر کشفِ روزِ قیامت یا شفیع  
 ۷۳ یا محمد ہو اب تو حضورِ (۱)  
 ۷۵ سکونِ دل کا خزانہ جہاں سے ملتا ہے  
 ۷۷ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ (۲)  
 ۷۹ مَسْدَادِ مُسْتَهْبِطِ مُصْطَفَا (۱)  
 ۸۱ باعثِ تنویرِ عالم ہے محمدؐ کا ورود  
 ۸۳ بیکل ہے تپِ بحر میں بیمارِ محمدؐ  
 ۸۵ یا نبیؐ ہو میرے حضورِ (۲)  
 ۸۷ وقفِ ذکرِ حضرت خیرِ البشر ہوتی گئی  
 ۸۹ فرشِ زمیں سے عرشِ بریں تک نور کا منظر دیکھا ہے  
 ۹۱ فلکوں میں روشنی کے در کھلے

- خوش بخت و خوش مال ہوں شہرِ نبی میں ہوں  
 ۹۲ آفتاب ہدیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ (۲)  
 ۹۵ نعتِ رسولِ پاک میں میرے جوں کھلے  
 ۹۷ یا محمد ہوا ب تو حضوری (۳)  
 ۱۰۱ پھر دوزِ شوق میں خونِ جگر ہوتی گئی  
 ۱۰۳ آسماں پر رحمتوں کے در کھلے  
 ۱۰۵ بکھروں بھولی درِ خیر البشر سے  
 ۱۰۷ سیدِ ذمّات، ذی مرتبت ذاتِ یکیں  
 ۱۰۹ سرورِ دستِ حال ہوں شہرِ نبی میں ہوں  
 ۱۱۱ غلامِ سرور کون و مکان ہوں  
 ۱۱۳ جادہ حق نما مصطفیٰ مصطفیٰ (۳)  
 ۱۱۵ دل کوڑ ہے حضوری محبوبِ ربِ ملے  
 ۱۱۷ اٹھی فریاد میری چشمِ تر سے  
 ۱۱۹ یا محمد میرے دل سے دھوئے غفلت کا رنگ  
 ۱۲۱ ایسے نصیب ہوں درِ خیر البشر ملے  
 ۱۲۳ میری جبینِ شوق کو وہ سنگِ در ملے  
 ۱۲۵ اے موجِ جاں پر در اے لالہِ صحرائی  
 ۱۲۷ محمد ہیں درسِ ہدیٰ دینے والے  
 ۱۲۹ یا محمد مدینے بلا لو  
 ۱۳۱ وہ عبادت و بندگی کا زیور  
 ۱۳۳ مجھ پر جو مہربان وہ اک ذات ہو گئی



- ۱۳۵ مرخیا خیر البشر فخر شعار بندگی  
 ۱۳۶ بہت پیار سے حق نے صورت مہنی  
 ۱۳۷ سراپا مبارک  
 ۱۴۱ سلام اُن پر کہ جن کے اُوج کی وہ انتہا ہے  
 ۱۴۲ سلام اے مُصطفیٰ مقبول و محبوب الہی  
 ۱۴۳ جمالِ نورِ خدا مجسم (قطعہ)  
 ۱۴۵ سلام اُن پر جو ہیں آقا محمد مصطفیٰ  
 ۱۴۷ سلام اُن پر جنہیں اللہ نے خود بھی سراپا  
 ۱۴۸ محمد کہ ہے دو جہاں کی اماں (قطعہ)  
 ۱۴۹ کارواں کو اب کسی شعل کی بھی حاجت نہیں (قطعہ)  
 ۱۵۰ محمد سے فکر و نظر آبِ دار

### حلیمہ محمد کو گود لیتی ہیں

- ۱۵۱ — آوازِ سرودش  
 ۱۵۲ — محمد کی لوری  
 ۱۵۸ منقبتِ بتولؑ

# شکر

برادرِ محترم حفیظ تائب استاد اور نیشنل کالج، جامعہ پنجاب لاہور کا کن الفاظ میں شکر یہ ادا کروں، جنہوں نے اللہ و رسولؐ کی ترتیب میں اپنے گراں قدر مشوروں اور اصلاح سے نوازا، اور بلطفِ مزید غمیر اشعار میں غوطہ زن ہو کر گوہرِ معانی چنے اور پھر اپنے مخصوص اندازِ تحریر میں بعنوان پیشوائی انہیں اپنے بسیط مقدمے کے رشتہ الفاظ میں پرو کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

انھی المکرم راغب مراد آبادی کی عنایت ہمیشہ میرے شامل حال رہی ہے حسبِ معمول بیش قدر مشوروں کے علاوہ انہوں نے رباعی میں اللہ در رسولؐ کی تاریخ اشاعت فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔  
اللہ تعالیٰ ان دونوں اصحاب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

ابوالاستیاز، ع۔ بس۔ سلم

## عرفِ مصنف

ہر چند کتاب بہت پہلے مرتب ہو چکی تھی لیکن بوجہ اس کی اشاعت کی نوبت بہت تاخیر کے بعد آئی، اس لئے اس میں چند ایسی حمدیں اور نعتیں بھی شامل کر دی گئی ہیں جو ترتیبِ کتاب کے بعد وارد ہوئیں۔ اور جن کی اشاعت روکنا بلا جواز ہوتا۔  
ابوالاستیاز، ع۔ بس۔ سلم

کراچی، جمعۃ المبارک ۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

بمطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۱ء

راغب مراد آبادی

## رباعی

مجموعہ حمد و نعت جنت کا ہے پھول  
 اللہ و رسولؐ اس کو فرمائیں قبول  
 تاریخ اشاعت اس کی ہے اے راغب  
 مرغوب ہے اوج شان اللہ و رسولؐ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## پیشوائی

نعت ذکر کے ذہنی پس منظر کو سامنے لانے کے لئے، ان کی زندگی کا ایک اجمال خاکہ پیش کیا جاتا ہے، جو ان کی کتاب ”حمد و نعت“ میں فرم فرم کر وہ معلومات اور رحمت و شفقت کے تعارف نامے سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس خاکے میں وہی کوالف جمع کہنے گئے ہیں، جو ان کی نعت گوئی کے محرکات و سیارات کی تفہیم میں معاون ثابت ہوں گے۔

حضرت ابو لاسیاز ع بسم کو ملی شعور و رشت میں ملا جس ماحول میں انہوں نے آنکھ کھولی، وہ چنگی کی مدرستہ موسیقی کے ساتھ پنجابی۔ پوربی نعتوں اور ذکر الہی کے کلمات طیبات سے معمور رہتا تھا۔ تعلیمی مشاغل کے ساتھ ساتھ رفاہی و دینی کاموں میں حصہ لیتے لیتے اور محافل مسید میں نعتیں پڑھتے پڑھتے ان کا شعور جوان ہوتا شہ رخ ہوا، مرد کپن ہی میں شعر محبتیں کہنے لگے۔ ابتدا میں زیادہ تر اشعار پنجابی زبان میں کہے، ملازمتوں کے بعد کاروبار شروع کیا اور جب کاروبار میں ذرا کشادگی محسوس

ہوئی تو جذبہ خدمتِ ملی کے تحت ۱۹۵۶ء میں ماہنامہ ”نیا راہی“ کا اجرا کیا اور ساتھ ہی ”مکتبہ نیا راہی“ کی داغ بیل ڈالی، جس نے بہت سی اہم کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ ان کاموں کے علاوہ پاکستان انسٹی ٹیوٹ برائے خارجہ امور پاکستان کونسل آف نیوز پیپر ایڈیٹرز، انجمن مصنفین پاکستان اور ذہنی پسماندگان کی تنظیم میں پرجوش حصہ لیتے رہے۔

۱۹۴۳ء میں اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ سفرِ یورپ میں تھے کہ حج و زیارت کا خیال آیا۔ کئی مشکلیں اور رکاوٹیں پیدا ہوئیں، جو قدرت نے دور فرمائیں، چنانچہ وہ ویانا سے استنبول پہنچے، جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام اور سید عام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے تبرکات کے علاوہ شوکت اسلام کے آثار کی زیارت سے مشغول ہوئے۔ پھر قسطنطنیہ یا میزبان رسول حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر حشر ہوئے اور یہیں سے سفرِ کیف کا آغاز ہوا۔ انہیں یوں محسوس ہوا جیسے میزبان رسول اپنی انگلی تھما لے انہیں رحمتِ عالم کے حضور میں لیے جا رہے ہوں۔ یہی سرشاری میں پہلی حدیثی ہوئی۔ پھر حاضرین اور حضوریوں کا سلسلہ تل نیکن، جن کی بدولت ”ایک مہینے کے پھول“ (افسانے) اور ”اوس اور کریم“ وغیرہ نثریں گیت، کا تخلیق کار ایک نئی نگیں کے ساتھ دنیائے ادب کو ہوا۔ ادب کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز انہوں نے حمد و نعت سے کیا جو عشق و آگہی کا ایک دلآویز باب ہے۔ نئے دور میں اجتماعی جذبہ خدمت کی یہ صورت نکلی کہ ۱۹۸۵ء میں انہوں نے اپنے والدین کے ایصالِ ثواب کے لئے والدہ مرحومہ کے نام پر رحمت وقف قائم کیا جس کے غرض و مقاصد یہ ہیں۔

- ۱۔ تبلیغِ دین، فزاعِ تعلیم و تمدن اور تحقیقِ علوم۔
- ۲۔ خدمتِ خلق و رفدِ انسانیت کے لئے تعلیمی، تحقیقی، طبی سہولتوں، مستثنیٰ اور ایمبولنس کا ہنگامہ۔

۳۔ یتیموں، محتاجوں، ناداروں اور حاجت مندوں کی نگہداشت۔

اعانت کی سب صورتوں میں رازداری اُن کا شیوہ ہے۔ اُن کا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی یہ کوششیں قبول فرمائے در انہیں سترائیں حدیث مبارک کا مقصد قیامت میں ارشاد ہوا ہے شک جب اللہ بندے پر نعمت ارزانی فرماتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس نعمت کا اثر اُس پر دیکھے۔

ابوالمتسبیذت بس مسلم کی نعمت نکاری کا خازن، سفر حضور سے ہوا، اس سافت کا دوسرا "سنگ میل" کا روایت حریر، "موسومہ پشمن مسلم" ہے، جو ایک کرائفہ نئی و فکری تجربہ ہے اور جس کی متعدد معنوی پرتیں ہیں۔ یہ ایک دل کشا، شوق فرا اور فکری انگیز نعتیہ تخلیق ہے۔ کیفیات حضور کے دفور کا یہ عالم ہے کہ وہ زیر نظر کتاب "لہ در رسول" کو سپردِ با شکر کرنے کے بعد جو جتنے مجموعہ حمد و نعمت، کعبہ و حبیب کی نوک پلک سنو، رنے میں منہمک ہیں۔

ہر مجموعے میں حمد و نعمت کی یکجائی اپنے اندر ایک گہری معنویت رکھتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے شاعر نعمت کے وسیع سے پنی ذات اور کائنات انسان کے گہرے مطالعے کے بعد عرفان ذات و حبیب کی مہذبوں میں داخل ہو رہا ہو۔ نعمت میں ارتقاء کی یہ صورت تعلیمات رسالت سے گہری وابستگی کا نتیجہ ہے کہ جن دانش کو خدا آستانہ کرامت کا بنیادی مقصد ہے۔ پھر سید کائنات علی التحیہ والتسلیمات کی ذات اقدس وہ ذات ہے جس کی بہت زیادہ مدح و ثنا کی جاتی ہے اور وہ خود سب سے بڑھ کر حمد باری تعالیٰ کرنے والے ہیں۔ یعنی دو محمد بھی ہیں تو احمد بھی۔ لہذا غلامان سید سادات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب ہے کہ خالق کائنات کی مدح و ستائش کو شعار بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کی کسی ایک قدرت یا نعمت کا اعطاء کرنا بھی انسان کے بس کی بات نہیں۔

چنانچہ مجبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "لَا أُخْصِي ثَنَاءً عَلَیْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَیْ نَفْسِكَ" (میں تیری حمد و ثنا کا اعطاء نہیں کر سکتا، تو وہی ہے جس طرح تو خود اپنی ذات کی ثنا کرے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اظہار حقیقت کو شیخ سعدی نے شعر میں بیان کیا ہے



کہ خاصاں در میں رہ فرس ماندہ اند

بلا اخصی از تنگ فرو ماندہ اند

پھر صوفیاء کے نمائندہ شاعر مولانا رومؒ نے حمد کے باب میں یوں اعترافِ عجز کیا ہے

اے بروں از وہم و قال و قیل من

خاک ہر سرور من و تمثیل من

ایں شننا گفتن زمین ترکِ شناست

کین دلیل ہستی و ہستی خطاست

اس انسانی بے بفس غمی اور حضور علیہ السلام کے اشعارِ یلغ کے پیشِ نظر حضرت مسلمؒ نے بیشتر حمدوں کی بنیاد کلامِ الہی پر رکھی ہے اور اس طرح قرآنِ حکیم سے استفادہ کی نہایت عمدہ مثالیں پیش کی ہیں۔ مناجاتوں میں اہل بیتؑ نے اپنے مافی الضمیر کا بہت کھل کر ظہر کیا ہے۔ پہلی حمد اگر سورۃ ناس سے مستفاد ہے تو حمد بمعنون عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا "سورۃ بقرہ" اِنَّا قَدْ عَلَّمْنَا لَمَّا نَدَّہ "کے مختلف آیاتِ کریمہ کے حوالے سے آدم و آدمیت پر اللہ تعالیٰ کے خصوصی اکرام کا بیان ہے۔ اس ایک موضوع پر اتنی آیات کو ایک تبصیح میں پروں، دوران میں ہم آہنگی و حسن ترتیب پیدا کرنا، یہ سچا ذوقِ فن ہے جو گہرے شعفِ قرآنی اور قدراںِ لکلی کے بغیر نمود نہ پاسکتا تھا۔ جس حمد میں قرآنِ پاک سے براہِ راست استفادہ نہیں کیا گیا، اس میں بھی رُوحِ قرآنی کی جھلک ضرور نظر آتی ہے۔ حمد بعنوان "ذوالجلال و ذوالجلال" کے چند اشعار دیکھیے

کارسِ ترکِ نکاں

خالی کون مکان

تو بہارِ بوستاں

رنگِ خوشبوئے چمن

مالکِ اقلیمِ جاں

چشمِ دل کی روشنی

کہیں کہیں صوفیاء فکر کے اثرات بھی نظر آتے ہیں۔

محیطِ عالم ہے حُسنِ تیرا، یہ میرا حُسنِ نظر نہیں ہے  
ہزار پردوں میں ایک جلوہ، جہاں میں حُسنِ دگر نہیں ہے  
جمالِ رُخ کی تجلیوں سے، نگاہِ عالم ہوئی ہے خیرہ  
دورِ جلوہ کا ہے یہ عالم، مجھے مجالِ نظر نہیں ہے

۱۹۸۵ء کی حاضری کے دوران دو ریاضِ الجنتہ میں ربِّ محمدؐ کے آگے عرض گزار

ہوئے۔

لباسِ تقویٰ، لباسِ حکمت، لباسِ علم و ہنر عطا کر  
بنی کے دامنِ خُلق و رحمت نے جو بھیجے گئے عطا کر

جنت کے باغ میں بیٹھ کر کی جلتے والی طلب کیونکر خالی جاتی ہے چنانچہ میرا تاثر  
یہی ہے کہ اُن کی طلبِ حُریت یہ حدِ پوری ہوئی اور وہ روانے علم و ہنر، قباے  
حکمت و دانش و دستِ بر تقویٰ و ظہارت سے نوازے گئے اور ان کا دامنِ حضور  
علیہ السلام کے خُلق و رحمت کے موتیوں سے معمور دیا گیا۔ میرے اس تاثر کی بنیاد یہ ہے  
کہ یہی عطا نہیں اُن کی نعت کے بَد و گِل بنی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ اور فکر و عمل  
کی ہم آہنگی نے نعت کو دو تہِ اثر عطا کی ہے، جسے سخن کی آبرو کہتے ہیں۔

ایک اور حمد کا مطلع ہے۔

رحمت کی بارش سے مولا من کی کھیتی ہلے  
نامہ محمدؐ کی خوشبو سے گلشنِ کُلمش ہلے

چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی کہ مدح و ستائش کے تمام

آفاق سمیٹے ہوئے ہے، ان کے لئے منبعِ جذبات [SOURCE OF INSPIRATION]

بن گیا ہے۔ ہوا نامہ ہر نق درِ مرقوم نے کہا تھا "سے نامہ محمد صلی علی ماہر کے لئے تو سب

کچھ ہے۔ حضرت مستم سنی نام مبارک کی تابشوں کو اپنے فن کی جلا اپنے قلب کی بہار اور  
 ہنسوں کی بہار قرار دیتے ہیں اور سنی نام کے نفوس سے کائنات کو بھر دینا چاہتے  
 ہیں۔ وہ سنی نام نامی کو وقت کی دھڑکنوں میں موجزن دیکھتے ہیں۔  
 تائیں نام محمد سے مرے فن کی جد  
 روحِ دل یہ جگمگاتے ہیں یہی نقشِ ذکا۔

قلبِ مستم میں ہمیشہ نام سے تیرے بہار  
 کلشنِ عالم میں تجھ سے جاوےاں فصلِ ربیع

ہو محبت سے ادا نام محمد ایک بار  
 عمر بھر کے واسطے ہو سانس میری اشیا۔

ہر سوا نہیں کے نام کے نفی کجیہ دوں  
 مسلم جو کچھ سلیقہ شعر و ادب ملے

وقت کی دھڑکن میں ہے صبحِ ازل سے موجزن  
 تو محمد بھی ہے، حامد بھی ہے اور محمود بھی

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکرِ مبارک کو خالقِ کائنات نے خود نعمت  
 عطا فرمائی، اور اُسے تاریخی، جغرافیائی، نسلی اور لسانی حدود سے بلند تر کر کے  
 وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا اعلانِ عین فرما دیا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کا ذکرِ خیر جس قدر محبت سے کیا جائے، اُس میں اسی قدر تاثر و تنویر  
 پیدا ہوتی ہے۔ یہ ذکرِ جمیل بے چین روتوں کو قرار اور مردہ دلوں کو حیاتِ توجھنا



ہے۔ یہ ذکر رفیع، شعرائے اتمت کے دلوں کی دھڑکنوں میں پل کر، جب نعت کی صورت میں نمودار ہوتا ہے، تو اس دروازہ پر کچھ درو کسب ہو جاتا ہے۔ بچہ جوں جوں شعرا، کو تعلیمات نبوی سے دوری کی احساس ہوتا چلا جاتا ہے، تو توں ان کی تڑپ بڑھتی چلی جاتی ہے درودِ حیات و تعلیمات رسالت کو نعت میں سمو کر حسن و خیر پر مبنی معاشرے کے خدو خال سامنے آتے ہیں کہ دوں میں ایسے موثر شہرے کے قیام کی سنگ تیز تر ہو جائے۔ ذکر رسالت و نعت مبارک کے ان مقاصد کا اظہار اللہ و رسول میں جا بجا ہو ہے۔

آپ کے ذکر کی رفعت و برکات کا بیان اس کتاب کی سطور و بین السطور سے نمایاں ہے۔ صرف چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

ہے زمین و آسماں پر ہر گھڑی چہ چا ترا  
ہر حد امکاں سے بال ہے ترا ذکر رفیع

ہر آن حیاتِ نو بخشے، ایمان دہیں کی نو بخشے  
بے چین دلوں کو ذکر ترا سبحان اللہ سبحان اللہ

نعتِ رسولِ پاک میں میرے جو لب کھلے  
دارین کی فتوح کے ابواب سب کھلے

وقتِ ذکر حضرت خیر البشر ہوتی گئی  
زندگی لمحہ بہ لمحہ معتبر ہوتی گئی

ذکر رسول میں حضرت مسلم کے نہاں کا یہ عام ہے کہ دو اپنے مخرج و محبوب کی دوازہ پا دھڑکنوں اور مانتوں میں گونجتی ہوئی محسوس کرتے ہیں، انہیں آپ

کا، عجاظِ نطق ہر کہیں اسرارِ کثافت نظر آتا ہے اور اُن کا سفرِ عقیدت سفرِ اطاعت بن گیا ہے۔

دھڑکنوں میں دل کی مستم اس کی ہی آوازِ پا  
بڑبڑاتا نفس میں اس کی سانسوں کا سرد

تری آوازِ پانسوں میں میری  
سکونِ دل ہے تیری خبر سے

اے قیم دیں اے حق کی ضیاء نورِ میں اے دل کی جلا  
سرفظ ترا اسرارِ کثافت سبحان اللہ سبحان اللہ

اس سے بڑھ کر اور کیا سودا گری حینِ حیات  
اتباعِ مصطفیٰ ہے زندگی کا نفع و سود

دورِ موجود سے پہلے، نعت میں ستیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنِ ذاتی اور  
شانِ محبوبی کا بیان زیادہ ملتا ہے اور اسرارِ پاکاری کا عام رواج رہا ہے، مگر ذہن  
جید نے نعت میں رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات و تعلیمات کو نمایاں  
کرنے پر زور دیا۔ حضرت مسلم نے اس ضمن میں نہایت متوازن روش اختیار کی ہے۔  
وہ حضور علیہ السلام کی ذات و صفات دونوں کے کشیدہ احوال ہیں، انہوں نے آپ  
کے حسنِ ظاہری اور جمالِ معنوی دونوں کو موضوعِ نعت بنایا ہے۔ انہوں نے نظم  
بِعنوان ”سراپا مبارک“ میں حبیبِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کثرتِ چہرے،  
منورِ پیشانی، گھٹنے سیرہ گیسوؤں، پرآب دانتوں، رفیع گردن، مہین ابرو،  
دریوں، شفیق چہنوں کا ذکر بھی کیا تو صاحبِ سراپا کے شوقِ شمول پر بھی اب گر

کیا ہے اور یوں حضور علیہ السلام کے جمالِ صورت اور کمالِ سیرت کو نہایت عمدگی سے  
یکجا کیا ہے۔ ”سراپا و مبارک“ ہی کا ایک شعر دیکھیے۔

میا نہ گامی، میا نہ خوئی، کوئی کمی ہے نہ کوئی بیشی  
کمالِ صورت، کمالِ سیرت، کمالِ رحمت، کمالِ اسوہ

سیرتِ مصطفیٰ کے جو پہلو نعت نگاروں کے لئے زیادہ کشش رکھتے ہیں۔ ان میں  
سے چند یہ ہیں:-

نور محمدی کی اولیت، آپ کا شاہکارِ تخلیق اور سرچشمہ جمال و کمال ہونا، آپ  
کی رسالت کی جامعیت و اکیلیت، آپ کی رحمت للعالمین اور ضیقِ خدا پر آپ  
کے احسانات، آپ کی اخلاقی، روحانی اور تمدنی فتوحات، معراج اور تسخیرِ کائنات،  
آپ کا اسوہ حسنہ اور آپ کا جملہ نوع انسانی کا بادی ہونا اور آپ پر تکمیلِ رسالت  
اور اتمامِ نعمت ہونا۔ حدودِ شناسی اور علم و آگاہی کے بغیر ان موضوعات سے  
انصاف کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ حضرت مسکرم کا کمالِ نعت گوئی یہ ہے کہ انہوں نے  
ایسے تمام تر موضوعات پر پوری ذمہ داری اور انتہائی محبت سے قلم اٹھایا ہے  
اور ہر موضوع سے انصاف کر کے دکھایا ہے۔

چند مثالیں ملاحظہ ہوں:-

شاہِ حق تو ہے آفتاب اور ہے مشہود بھی  
باعثِ تخلیقِ عالم، خلق کا مقصود بھی

مرکزِ تجرید پر ہوا ہے حسنِ سبِ تخلیق کا  
خاصِ دستِ خالقِ مطلق کا تو ہے شاہکار



ہے کسے خوت کہ حق میں گزر تیرے ہوا  
تے دوا و دوا میں کون تجھ سب بختیار

تہذیب و دستور تیرا ، ترقی و ترقی مستور تیرا  
تیرا دانا سب تو مرہ نہ ہی تیرا سحران امیر

دا ہوسے جس و نطفہ سے بندگی کے بیج و خمر  
جس نے سمجھائے میں شش و جان کو ہر ریح و ہر

سودہ کامل ترا آئینہ و برکت ب  
ہر عمل تیرا سند ، ہر قول ہے تیرا وقع

تیری تجلیات سے اے نورِ لہریل  
کل کائنات صورت مشکوٰۃ ہو گئی

نہ گسی انسان کی محکومی کا دور  
بے بضاعت نے بھی بال و پر کھلے

بتدا، منتہی مصطفیٰ مصطفیٰ  
مقصد و مدعا مصطفیٰ مصطفیٰ

دو ہیں دین بشر منتہی کے شرف  
نقطہ رقت مصطفیٰ مصطفیٰ

شعورِ حقیقت اور وفورِ عقیدت کی ہم آہنگی نے اُن کے ہاں کئی پیرائے اختیار کئے ہیں۔  
 کہیں نہایت شوقِ افزا مسلسل غزلیں، دو غزل لے اور سہ غزل لے ہیں، جن میں قصیدے  
 کا شکوہ اور نظم کی نسکری وحدت موجود ہے۔ کہیں مستغزلانہ لہجے سے فائدہ اٹھایا  
 اور ظاہر ہے کہ یہ لہجہ ریاضت و تفکر کے بغیر گرفت میں نہیں آسکتا۔ آپ کی رحمۃ للعالمین  
 اور شانِ شفاعت کے حوالے سے جہاں شاعر نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 سے اپنے تعلقِ خاطر کا اظہار کیا ہے وہاں سپردِ دلگی کا رنگ دیدنی ہے۔

مجھے خفیہ نہ ہونے دو لمحہ بھر سے کجا  
 نہ رسولِ شفاءت کتابِ کریم کا  
 کچھ سے جنور میں جو نافرمانا خدا ہے وہی  
 نرم سے پینہ دہ سے جسے کو پارِ رشید  
 ہی سے مجھ کو سب میں کی کے در پہاں  
 وہی کتا ہوں کی یوسف میں سپردے لگا

کیوں منہ بیاہست اب آسان نہ بچھ پے ہو  
 نہ کام جب دُسیہ دہی ذلت تو گئی

ہیں یہ نسبت سے غلامِ حیرت غلامِ مومن ہیں  
 چشمِ تر میں کچھ نہیں دامنِ تر میں کچھ نہیں

دیکھوں تری نگاہ سے بہشتِ شہود  
 آست تری طہیں وہ حسنِ نظر سے

بے نور بھارت تھی اور یورش ظلمت تھی  
دی تیری توجہ نے ہر آنکھ کو بینائی

لطف و احسان و کرم کا سائیاں تنہا گیا  
اُن کو میرے حال کی جیسے خبر ہوتی گئی

کیا جود و مہر و شفقت و رحمت کا ہویاں  
وہ مطلعِ سخن ہے کہ بس طلب کھلے

حضرت مسیح کی نعت کا، ساسی موضوع دربار رسالت میں حاضر می و حضوریت  
نہ سفرِ حضوریت ہی سے اُن کی نعت کوئی کا تا نہ ہوا تھا۔ اس ایک مضمون کو نہوں نے  
سورنگ سے باندھ ہے و یہ کہیں شیفٹ کی دشا سکتی کو ہم قدم رکھتا ہے۔ اس باب  
میں پیدا مہرِ حسرت و فہرہ و رشوقِ حضوریت کا تا ہے۔ یہاں شاعر نے جہاں غل  
کے سوز و گداز سے بھر دیا ہے وہاں نیچلی کے صوفی شعر کی پسندیدہ و سلف  
"دنی" کی پیروی میں نہایت درجہ سے فرقیہ گیت لکھے میں درویشِ علم و فہم کو  
"درویش" کی سنی بیخ کی ہے۔ دوسرے مضمون میں دیدارِ رحمت اور دربارِ رسالت کی  
کیفیت کو تکرار کیا گیا ہے یہاں احساسِ رفعت و یقینِ خوش حالی کیفیت و نہ در  
قرب و حضورِ جذب و انجذاب، مسرت و شادمانی اور شکر و سپاس کے دھارے  
میں کر ایک بشارت کا روپ دھار گئے ہیں جسے سمجھنے سے کوئی کام نہیں۔ تیسرا مرحلہ  
طلبِ رحمت و شفا عت و عرضِ مدعا کا ہے جس میں آپ کے قدموں میں موت  
کی رز و بھی شامل ہے۔ یہاں ذاتی و دنیاوی غرض کی بجائے "مست" کی فلاح و  
نہ رینہ کی تڑپ اور حقیقی میں کہ خرونی کی تڑپ شاعر کے اعلیٰ و ارفع مقام کی پہلا  
کے طور پر سامنے آتی ہے۔ کس کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے میں نے جو کُن گنت اشعار



ان موضوعات پر نوٹ کئے ہیں، ان میں سے صرف چند قارئین کی ضیافتِ طبع کے لئے  
پیش کر رہا ہوں یہ

کربِ ہجراں کے سوا شام و سحر میں کچھ نہیں  
کس طرح پہنچوں مدینے بال و پر میں کچھ نہیں

گلِ پاشیاں کریں مرے پاؤں کے آبلے  
مجھ کو جو اُکس دیار کا اذنِ سفر ملے

بچر گلابوں سے معطر ہے حسرتِ دل مرا  
ہیں پرو بالِ تصور اور تیری رہ گزار

پھر دلِ مستم تڑپتا ہے حضور کی رائے  
یا محمد اذن کا ہے منتظر یہ خاکسار

طلالِ بحیرِ مری آد کو شرّے دے گا  
یہ سوزِ دل ہی محمد کا جانبدار دے گا

ایک ساعت جو ملی دربارِ رحمت میں مجھے  
باعثِ تسکینِ جاں وہ عمر بھر ہوتی گنتی

حاضری کو مستم بے نام کی  
رحمت ملی لیکن کے در گئے

خوش بخت و خوش مال ہوں شہرِ نبی میں ہوں  
 اک کیف بے زوال ہوں شہرِ نبی میں ہوں  
 وہ سر بسر کرم کا ہیں دریاے بے کنار  
 سر تا قدم سوال ہوں شہرِ نبی میں ہوں  
 مجھ کو نبی کے باغ کی مستم مگی ہوا  
 شاداب ہوں نہال ہوں شہرِ نبی میں ہوں

بھروں جھولی دُرِ خیر البشر سے  
 حکم سے، نعم سے، علم و ہنر سے  
 کرم ہو امتِ عاصی پہ آقا  
 کہیں پانی گزر جائے نہ سر سے

مسند ترے حضور میں ہے جان و تن کے ساتھ  
 ہے جاں و تن منشِ رجو بہرِ دگر سے

تری خاکِ کف پا بن سکے سوؤں  
 تمنا لے کے نکلا ہوں یہ گھر سے

مستم جو موت لے تو قدموں میں آپ کے  
 اک آرزو یہ مرکزِ دعا ست ہو گئی

اس کتاب میں حضوری کی تڑپ میں بکھے گئے گیتوں کے حدود ایک اور دلاویز غنائیہ  
 بھی شامل ہے جس کے پہلے حصے میں حضور علیہ السلام کے گود لینے پر اس قابلِ صدا احترام

خاتون کی قابل رشک خوش بختی کا مذکور ہے۔ شاعر قصور میں محسوس کرتا ہے کہ حلیمہ زبانی  
کے سب جہانوں سے بڑی دولت پانے پر سرور و شگفتہ گنگنا تا ہے۔

حلیمہ نے لوری محسوس کی گائی  
کلی اسس کی تقدیر کی شکرائی

دوسرا حقتہ ایک لوری ہے، جو حلیمہ کی زبان سے ادا ہوتی ہے، جسے وہ حضور  
علیہ السلام کو سنانے کے لیے گاتی ہیں۔

رب نے تجھ کو رفعت بخشی  
تو نے ہم کو عزت بخشی  
سوئی قسمت جاگ اٹھی ہے

سعد ہے تیری آمد سو جا  
میسٹری نیند محسوس سو جا

قصہ مختصر یہ کتاب بصیرت و محبت کا دل نشیں صحیفہ ہے جس میں نعت کا بہ  
رنگ اور ہر ذائقہ موجود ہے۔ اس میں شاعر کی وسعت نظر نے نعت کی کچھ نئی جہات  
بھی دکھائی ہیں اور عام شاعری میں بھی منفرد و متنوع پیرائے میں پیش کیا ہے۔  
یوں یہ مجموعہ، اردو کے نعتیہ ادب میں ایک رفیع و دقیق اضافہ ہے۔

حفیظ تائب ۱۱/۹/۸۸

اورنٹیل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور



أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ

إِلَّا اللَّهُ

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

وَأَشْهَدُ أَنَّ

مُحَمَّدًا

عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

## فصل پہار

ذات الہی کی شانِ عِلا، اُس کے اسمائے حُسنیٰ اے اور صفاتِ باری تعالیٰ جلّ جلالہ کی دنی سی معرفت کا معمولی پر تو بھی قلب و روح پر نور و حضور کے اُن گنت باب کھول دیتا ہے۔ دل و نظر میں لاکھوں سوچ و کشن مہجرتیں ہیں، اور یہ غنچہ و گلِ تبسم و تکلم، طلوع و غروب، مُرو و رُشب و روز و اندھیہ اُجلا، شام و صبح، بلندی و پستی، علم و فن، سائنسی ظلمات و کرشمات، یروا و خیال، عروج و زوال، بدلے ہوئے لمحات اور لمحہ بہ لمحہ نئے انکشافات، عروج و ارتقا اور یجی دات و اختراعات کے غلہ ہر تو ایک طرف، روز و شب کے بے شمار معمولات اور واقعات بھی محیر العقول دکھائی دیتے ہیں۔

اگر یہ پر تو غریبِ ظلمت، گناہ و خط میں طغونِ سیاہ دل پر پڑے تو اس

---

اے دِلّیہ اَلَا سَمَاءُ الْحُسْنٰی فَاذْعُوْهُ بِهَا، ص ۷۷، ۷۸،  
اور اپنے خوبصورت دُغفوس، نامِ اللہ ہی کے لئے ہیں، سو انہیں سے اُسے پکارو۔

چمکا چوند کے کیا ہی کہنے — نور کی ایک ہی کرن سے اندھیرے میں بجلیاں روشن ہونے لگتی ہیں، روزِ ظلمت میں سحر کا اقبال نصیب بیداری ہو جاتا ہے، تشکیک و گماں کی سیاہی دھلنے لگتی ہے، اور سنگِ دل — گدازِ اشک بن کر آنکھوں سے بہ نکلتا ہے۔

یہیں سے یقین کی بنیادی استوار ہونا شروع ہوتی ہیں، جو فطرتِ سلیم کے مطابق اطاعت اور محبتِ ایزدی پر منتج ہوتی ہیں، قسمتِ دالوں کے لئے ان ستاروں سے آگے اور بھی بہت سے جہان ہیں — یہی طریقِ سیدِ کل وجود، باعثِ موجوداتِ فخرِ کائنات سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رفیعہ سے آگہی اور بقاِ قلبِ سلیم اور بقدرِ ظرفِ مستلیم ان کی محبت اور اطاعت کا سرچشمہ بنتا ہے، یہی محبت اور یہی طاعت مرہمِ رنج و غم، درمانِ حزن و ملال اور تقویتِ ایمان کے ساتھ باعثِ اطمینانِ قلب ہوتی ہے — پھر چراغ سے چراغ جلتا جاتا ہے، حتیٰ کہ حجرِ دل نور و مسرور کی کیفیت سے سرشار ہو جاتا ہے، وجدان کے دریچے کھلنے لگتے ہیں اور عرفان کی نیم نکلستانِ دل میں پیاسہ بہا رلاتی ہے۔

اللہ جلّ جلالہ کی محبت اُس کی اطاعت سے مزدوم ہے، اور رسول کی محبت رسول کی اطاعت کے مترادف — بنا بریں رسول کی اطاعت، اور محبت اللہ کی طاعت اور محبت کے مترادف ٹھہری، چنانچہ رشادِ باری تعالیٰ ہے: "مَنْ يَطِيعِ رَسُوْلًا فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ ج" (النساء ۸۰) یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی وہ عام نساؤں کے پاس واسطہ رسول کے علاوہ حکامِ الہی تک رسائی و رُکن کی معرفت کی، اور کوئی ذریعہ نہیں، اُس نے دُئی حقیقت، اللہ ہی کی طاعت کی — اور رسول کی اطاعت اللہ کی طاعت کے ساتھ مستمزم ہونے میں رازِ یہی ہے کہ طریقِ رسول بہرِ خط و غلطی کے مکان سے قطعاً پاک اور متبرک ہے۔

اللہ کی اپنے بندوں سے محبت کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوگی کہ اُس نے



انہی میں سے ایک بشر کو منتخب فرمایا۔ اور پھر اُسے ہر قسم کے خط و نسب ان سے پاک کر کے  
 جمیع کمالات انسانی، مکارم اخلاق اور سواہ حسنہ سے مزین و مستزین فرمایا تا کہ  
 بنی نوع آدم میں گوشت پرست کے جیسے نکاتے، پستے پھرتے اپنے حبیب انسان  
 کی بے لکھٹے، بے شک و شبہ اور غیر مشروط اعلیٰ حق و محبت کے ذریعے اطاعت  
 محبت ہی کی رہ پر کام نہ ہو۔ تا کہ مزال سے نہ پھٹکے اور پورا ازل و ابد پورا کرے۔  
 جب جمیع نوع، انسانی کو خود اپنی جانوں پر گواہ کر کے ان سے پوچھ گیا "اَلَسْتُ  
 بِرَبِّكُمْ؟" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ "قَالُوا بَلٰی ج" تو  
 سب نے کہہ بے شک ہم گواہی دیتے ہیں، آپ ہی ہمارے رب ہیں (الاعراف ۷، ۸۲)  
 اس عہد اطاعت و محبت کی بنیادیں پھر یوں مضبوط کیں کہ "اِنَّمَا  
 اٰمَنُوْا مِنْكُمْ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِمْ ثُمَّ  
 لَوْ يَزْتَابُوْنَ وَاجْبَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ  
 فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ" (الحجرات ۴۹ - ۱۱۵)  
 پورے مومن یعنی مومنین کامل، تو صرف وہی لوگ،  
 ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر اس میں کبھی، شک نہیں کیا،  
 اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور اس کے دین کی جان و مال  
 سے ہر طرح خدمت کی، اور راہ محبت کی ساری سختیاں جھیلیں، تو یہی لوگ اپنی  
 محبت اور اطاعت کے دعووں میں، سچے ہیں، سر دھڑ کی بازی لگا دینا اور  
 محبت اللہ و رسول میں یہی سر فروشی و جان فروشی معیار ایمان ہے، جس کو  
 اقبال نے یوں ادا کیا ہے کہ

بے خطر کود پڑا آتشِ غرور میں عشق

گویا یہی کافی نہیں تھی، مزید ولداری کے لئے فرمایا "اَذْقُوْا  
 بِعَقْدِيْ اَوْفٍ بَعِيْضٍ كُسْرٰج" (سبقہ ۲ - ۴۰) مجھ  
 سے دیکھا جوا ان عت و محبت کو، وعدہ پورا کر دو، تو میں تم سے وعدہ پورا کروں

گا، یاد ہے کہ اس ایفائے عہد کے پس پشت اس کی پوری شانِ ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، رزاقی و غفوری کے علاوہ تمام صفاتِ الہیہ کی تائید محکم ہے، پھر از رو کرم یاد دلایا، ”اَذْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عٰهَدْتُمْ“ (نحل ۱۶) پورا کرو اللہ کے ساتھ کئے ہوئے ہر عہد کو۔

اور اگر انسان ایسا کرے، تو اس چنستانِ محبت و طاعت کی مزید آبپاری کے لئے، شاد ہوا، ”قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ“ (آل عمران ۳ - ۳۱)

اے میرے محبوب، آپ (بھی میری طرف سے) کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے دعویٰ کے مطابق (اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی کرو) کہ میں ہی جامع کمالاتِ انسانی بنا کر بھیجا گیا ہوں، صرف میری ہی زندگی کا ثناء ستِ انسانی کے ہر شعبہ میں معیار اور نمونہ کا کام دے گی، اگر ایسا کرو گے تو (اللہ اپنے ایفائے عہد کے طور پر، تم سے محبت کرنے لگے گا) اور اس سے بڑھ کر اور کوئی درجہ کمال نہیں، اور اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا (اور تمہاری تفصیروں کو نظر انداز کر دے گا، تو اس سے بڑھ کر نعمت کیا ہوئی کہ اللہ کی محبت اور اس کی بخشش کی بشارت مل رہی ہے)، اللہ (توبہ سے بڑا بخشنے والا ہے۔ اور رحیم ہے بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اس کی اسی شانِ رحمت کا تقاضا ہے کہ وہ (میری متابعت اور اطاعت میں تمہارے عمل سے خوش ہو کر، خود تم سے محبت کرنے لگے گا۔

چنانچہ واضح ہوا کہ اللہ کی محبت، اس کے فضل و کرم اور مغفرت کے حصول کے لئے رسول کی اطاعت، متابعت اور محبت لازم ہے۔ اور یہی واضح ہوا کہ طاعتِ اصرار اور بطور مقصود کے اللہ ہی کی ہے، اور رسول کی طاعت تبعاً و نیابتاً ہے، لیکن یہ دونوں باجم و گہ اس طریق پر مست اور

شانہ بشارت چلتی ہیں کہ متابعت و نیابت کے طور پر اطاعت و محبت رسولؐ محبت  
الہی کے حصول پر منتج ہوتی ہے، گویا اللہ کا محب اس کا محبوب بن گیا، اور جس  
کو یہ نعمت و مرتبہ حاصل ہو جائے اس کی معراج نصیب کے کیا کہنے۔

گلستانِ فکر و نظر، قلبِ روحِ اللہ محبتِ اللہ و رسولؐ کی یہی ہم رنگ و بو  
فصلِ بہارِ عنزیبِ دل کو نعموں پر اکساتا ہے، جو آبشارِ حمد و نعمت میں موجزن ہو کر  
سازِ شکر میں تڑپ اٹھتے ہیں۔

ہر سو انہیں کے نام کے نغمے بکھیر دوں

مجھ کو جو کچھ سلیقہ شعر و ادب ملے

غنا سے مرتب جسم کشف کے قوی جو آلودگیِ گنہ سے کشف تر ہو چکے ہوں،

اظہار تو درکنار اس تصویرِ لطیف ہی سے غاری ہیں جو لباسِ اطاعت میں اس

دوسری لیکن ہم آہنگ محبت کا تقاضا ہے، اور جو محسوس تو کی جاسکتی ہے،

بیان نہیں کی جاسکتی۔

سب قافلہ لفظ و بیاں رہ گئی چھپے

تھا عشق و محبت کا سفر یاں سے بلا سات

یا یوں کہئے۔

سب غبط و تحمل کے ہوئے بند شکستہ

کچھ اس طرح آنکھوں سے ہونی ٹوٹ کے برسات

یا رائے سخن تھا نہ مجھے تابِ تنہا طلب

ہاں دامنِ کعبہ تھا فقط اور مرا مات

اسی صورتِ حال کا تقاضا ہے کہ دل کیف وصال سے جھوم اٹھتا ہے اور سر

بے اختیار اس کے در عالی پر خجک پاتا ہے۔

دریہ بے خد کا تھی، تو پیشانی بھی میری

کیا لمسِ محبت تھا، عجب لطیف ملاقات



فطرتِ انسانی ظہار رکے لئے مجبور ہے، نہ صرف اس لئے کہ محبوب کی تعریف و توصیف و رسالتِ بیون کی پوشش ہی کے لئے باعثِ ایزدِ محبت، حیاتِ روح و سونِ قلب ہے جس کا تذکرہ کے بغیر چارہ نہیں، بدہ اس لئے بھی کہ اس کی شانِ کرم نہ مختلف نعم کا بیج برکت اور تذکرہ اس کی شانِ عطا و غن کو تحریک دے کر اپنی طرف بھینے اور منہ بھرت کرے کی سعی ہے اور اس کی وفاداری کی دم بھرنے، اس کے جاہ و شہر و قدرت و اختیار کے سامنے ہر تسلیم ختم کرتے ہوئے صرف اسی سے استعانت و اشفاق کا طلب کرنا، اسی سے فریاد کرنا، اور پھر اس کی ذاتِ تبار پر پڑے ہوئے صفات کے پردوں میں سے نورِ بصیرت کے ذریعے مشاہدے اور دیدار کی طلب کرنا، اس کا طبعی و منطقی نتیجہ اور عراجِ تمنا ہے۔

فطرتِ انسانی کی یہ خواہش بھی اس خلاقِ یکتا، معبودِ واحد اور محبوبِ بے مثال ہی کی پیردی میں ہے۔ اسی نے ”الف تحہ“ کی کلید سے اپنی محبت کے باب اپنے بندوں پر پوسے کے پوسے کھول دیئے، اور یہ سکھایا کہ دیکھو اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے تو مجھے اس انداز سے یاد کرو، میرے محبوب کی متابعت کرو اور مجھے پکارو، میں تمہیں جواب دوں گا، اور شرفِ قبولیت سے تمہاری تھولی بھر دوں گا، ”اُدْعُونِيْٓ اَسْتَجِبْ لَّكَذَا (المومن - ۴۰)۔“

بے بضاعتی کے باوجود شدتِ احساسِ انسان کے فکر و خیال کے لئے مہمیز کا کام کرتی ہے اور جذباتِ بے ساختہ سوز و صدا، نالہ و فریاد، نغمہ و لے اور لفظ و بیان کے قالب میں ڈھل جاتے ہیں، احساس و عرفان، خیال و شعور، فکر و نظر اور زبان و بیان کی ہر کوتاہی کے باوجود میں نے جو کچھ جس طرح محسوس کیا، اسے امکانی طور پر اظہار کا ذریعہ بنایا، حمد و ثناء اور کاروانِ حرمِ الموصوم بہ مٹھنِ مسلم کے بعد اللہ و رسول اسی ظہار کا عکس ہے۔

تاہم ظہار کی کم مانگی در لفظ و بیان کی کوتاہی بھی ایک نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں کیونکہ اس سے جس جو کو نیا دور و خیالات کو جلوہ عتی سے۔ شعورِ عقیل ہوتا

ہے جسکو کہ غور ہے ہے خوب تر کہیں

انسان بہت سر رہا پر غبار کی تلکشن میں اور مستعدی کے ساتھ کامزن رہتا  
نبہ چہ کعب و عیسید اور زمزمہ سلام جو جس وقت زیر ترتیب ہیں  
سی سلسلہ جسکو کے دور میں نامہ و فرید یا ترانہ و سدا کی صورت میں تخلیق ہوئی۔

پھر یہ تذکرہ اظہارِ شکر بھی تو ہے حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعموں  
اور فضل و رحمت کے جو دروازے اپنے بندوں پر کھول رکھے ہیں اور جس چشمہ حیات  
سے ہم پھٹے بیٹھتے، سوتے باتے ہمہ وقت فیضیاب ہوتے ہیں، اس کا شکر ممکن  
ہی نہیں، لیکن ہی ڈاڑھے رب نے یہ خوش نصیبی بھی دی ہے ”ذَٰلِکَ اِنْ تَشْكُرُوْا  
يٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا“ (زمر ۲۹ - ۷) اور ”اٰمِنُوْا وَاَطِيعُوْا  
کَیْ تَرْحَمُوْا“ (مائدہ ۳۱) اور ”اِذَا تَاَذَّنَ رَبُّکُمْ لَیْسَ لَکُمْ شَکْرٌ  
لَّکُمْ اِلَّا بِمَدَدِ رَبِّکُمْ“ (ابراہیم ۴ - ۱۷) (خیال رکھو کہ جب  
تمہارے رب نے تمہیں مستنبط کیا تھا کہ اگر تم شکر گزار بنو گے (اور میری نعموں  
کا اعتراف و تذکرہ کر دو گے، تو میں تم کو دار، زیادہ نواز دوں گا۔

اللہ و رسول اسی ارشاد کی تعمیل اور اظہارِ شکر کی سوغات ہونے کے ساتھ  
ساتھ بزرگ خود توصیف اور محب و محبوب دونوں کی شانِ رحمت کو اپنی طرف متوجہ  
کرنے کی سعی اعلان کے حضور میں نامہ و فریاد ہے، میں نے پکارا ہے، اور اب یہ اس کی  
رحمت ہے کہ وہ جواب دے اور قبول فرمائے، اور اپنے چشمہ کرم سے فیضان بخشے، آمین۔

ابوالاستیاذ عسکری

شارجہ منگل ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ پاکستان میں ۱ ذی الحجہ

بمطابق ۳۱ اگست ۱۹۸۷ء

## اَلْوَحْدُ اِلَّا هُوَ

وہی ہے ذاتِ باری واحد و یکتا، احد  
 وہی مالک اُسی کا ہے ازل، اُس کا ابد  
 وہ بے حاجت ہے، بے پروا ہے، مُستغنی، صمد  
 ہمیں ہیں اُس کے محتاج و طلبہ کارِ مدد

لَا إِلَهَ إِلَّا

اللهُ



کراچی  
۱۸ جولائی ۱۹۸۳ء



حمدِ حقِ نسبتِ نبی کا ذکر جب ہونے لگا  
 قلبِ مسلم خشیتِ اللہ سے رونے لگا  
 ہو گئی آنکھوں سے جاری ایک جوئےِ نقد  
 رحمتِ باری سے ہر قطرہ گہر ہونے لگا

---

لَا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ  
 قُلُوبُهُمْ ۝ الانفال ۸-۲

ایمان والے وہ ہوتے ہیں کہ جب دُن کے سامنے اللہ کا ذکر  
 کیا جاتا ہے تو اُن کے دل خشیتِ الہی سے سہم جاتے ہیں۔

حمد

ترے نام سے ابتدا یا رحیم  
رؤف و شفیق و سخا و کریم

ترے واسطے ساری حمد و ثناء  
مُربّی جہانوں کا رَبِّ عظیم

خلاق پہ رحمت تری بیکراں  
خدائی پہ ہے تیرا فضل و تدبیر

خداوند و آفتائے یوم جزا  
تجھ سے سوالی ہیں تیرے ایم

تجھ سے مدد مانگتے ہیں سدا  
کہ ہے سیکراں تیرا لطفِ عمیم

الہی عطا کر ہدایت کا نور  
کشادہ ہو دل پر رہِ مستقیم

رہِ بستگانِ رضا، با وفا  
ہے انعام جن کا بہارِ نعیم

تمام اذکیار، اصفیاء، انبیاء  
ترے منتخب دو جہاں کے زعمیم

مگر اُن کی رہ پر نہ ہم کو چلا  
مقدر ہوئی جن کا نارِ جہیم

سدا کج روی جن کا ٹھیرا شمار  
ہمیشہ ہے جو لعین و رجیم

عطا ہو یقین و شعور و حضور  
نگاہ رسا اور قلب سلیم

نصیر و معین و حفیظ و وکیل  
کرم گستر و مہربان و رحیم

تری مغفرت کے طلب گاریں  
تو بخشنده و بردبار و حلیم

تو غفار . تو ارحم الراحمین  
ازل سے تری شان احسان عظیم

الہی ہمیں بخش روزِ حساب  
بغیر حساب و عذاب الیم

ہو رحمت کی مسلم پہ مولا نظر  
رہے موج میں بخششوں کی نسیم





رَبُّ الْعَالِيِّ الْمُتَعَالِ  
 اَعْلٰی ، اَوَّلٰی ، حَسْبُ جَلَالِ  
 تُوْ وَاحِدٌ ، اَوَّلٌ ، اٰخِرٌ  
 تُوْ عَالَمٌ مِّنْ بَدِ مِثَالِ

## حمد

نام سے تیرے ہے آغازِ بیاں  
تو ہی رحمان و رحیم و مہرباں

رحمت و شفقت میں تُو بے حد قوی  
بے کراں شانِ رحیمی ہے تری

مالک الملک اور ربُّ العالمیں  
ہے مُربی سب کا بے تفریقِ دیں

تیرا الطاف و کرم ہے بے حساب  
اک عظیم انعام ہے اُمِّ الْکِتَاب

مالکِ مُطلق ہے یومِ الدین کا  
مُسْتَحَق ہر حمد ہر تحسین کا

کوئی عالم میں نہیں تیرا شریک  
رکھ جہت فکر و نظر کی میرے ٹھیک

تیرے بندے ہیں، عبادت بھی تری  
چاہتے ہیں استعانت بھی تری

مے فقط تجھ سے ہماری ہر طلب  
تُو ہی رازق، تُو مُربی، تُو ہی رَب

ہو عطا ہم کو صراطِ مُسْتَقِیم  
جادوِ نوریِ ہدایت یا کریم

راستہ ایسا، جو ٹیڑھا ہے نہ کج  
جو ازل سے ہے ترے پیاروں کا چمچ

گمراہوں کی راہ سے ہم کو بچا  
جن کی حالت پر غصہ تیرا ہوا

دور کر ہر فتنہ، وہم و خیال  
پاک رکھ دل کو مرے یا ذوالجلال

کون سُناتا ہے دُعا تیرے سوا  
بخش دے مسلم کو ہنگامِ جزا



یا اللہ یا ذوالکرام  
فضل کا اپنے کرانعم





تُو خَلّاقِ یکتا ہے یا کردگار  
 تری ذات پر ختمِ بغرّ و وقار  
 نہیں ہے تری نعمتوں کا شمار  
 عیاں تجھ پہ ہیں میرے میل و نہار  
 بہت ہے گراں سر پہ عصیاں کا بار  
 اہلی، تجھی سے ہے میری پُکار

## اے خدائے مہرباں

خالق و برّجہاں	اے خدائے مہرباں
زینتِ حرفِ زباں	لا لقی حمد و ثنا
دردِ دل کا رازداں	تو ہی رحمان و رحیم
رازِ حق ہر دو جہاں	تو ہی ربّ العالمین
کیا زمیں کیا آسماں	تو محیطِ کائنات
بے حدود و بے کراں	بے نیاز و بے مثال

تو ہی مخفی تو میری ت  
 تو بدیع و زندگی  
 بازی قلب سلیم  
 صاحب عز و شرف  
 ماورائے ہر خیال  
 سب سے مخفی اور نہاں  
 ظاہر و باطن میں تو  
 ذکر تیرا ہے مجھے  
 کار ساز گلستاں  
 موجہ روح رواں  
 تو ضمیر انس و جان  
 مالک سود و زیاں  
 منہج بہ عقل و گماں  
 سب پر روشن اور عیاں  
 تو یہاں اور تو وہاں  
 باعث تسکین جہاں

قلب مستم کو بت  
 اپنا گھر اے لامکاں





نورِ ایماں سے منور کر کے میرے قلب و جاں  
اعتلائے بستگی بخشا کمال و فرط سے

مجھ کو افواجِ ملک پر یہ بخشا افتخار  
اپنی شانِ بے نیازی سے جلالِ سلط سے

وانہ تھے اُن پر جو اسرار و علوم کائنات  
منکشف مجھ پر کئے سائے وہ نظم و ضبط سے

مجھ کو بخشا یزیمِ عالم میں نیابت کا شرف  
چھوٹ دے کر اپنی طاعت کے سوا ہر شرط سے

۱۔ اعتلاء، بلندی، رفعت۔

۲۔ وَ اِذَا قُلْنَا بِمَلٰٓئِكَةِ اَسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا  
اِبْلِیْسَ ط البقرہ ۲ - ۳۴ اور دودھ وقت یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم  
کے آگے ٹھک جاؤ (بَلُوْر اظہارِ عجز و نیاز اور تعظیم کے) تو (دو سب) ٹھک گئے، سوائے ابلیس کے۔  
۳۔ دیکھئے حاشیہ صفحہ ۴۴ پر

۴۔ وَ اِذَا قَالَ رَبُّكَ بِمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْٓ اَجْعَلُ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً  
البقرہ ۲ - ۳۰ اور دودھ وقت یاد کرو) جب تیرے پروردگار نے فرشتوں  
آدم کے وقت، فرشتوں سے کہا۔ میں زمین پر اپنا ایک نائب بنانا چاہتا ہوں۔  
۵۔ یہ محقق تو اس وقت بھی بہت تھی، جن میں خدا بھی تھے۔ یقیناً نیابت اسی کا تعلق  
انسان کے حق میں آیا۔ حاشیہ صفحہ ۴۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر عطا فرمائی یکساں نعمت اُمّ الکتاب  
حشر تک محفوظ ہوں علم و ہنر کے قحط سے

ہے اُسی لمحے کے لطیف معرفت کی یہ عطا  
جادۂ ایقان میں ہوں مامون ہر اک خبط سے

صفحہ ۴ سے آئے۔

۵۔ ذٰلِكَ بِمَا تَسْكُرُ مِنْ هٰذِي فَمَنْ تَبِعَ هٰذَا لَا خَوَافَ  
سَيُنْفِخُهُمْ ذٰلِكَ هُوَ يَخِزُّنُونَ بقہ ۲ - ۳۶۔ پھر اسے آدم،  
اور ان کی وسالت سے سے ذریعہ بنی آدم، اگر تبھی میری طرف سے کوئی ہدایت پذیریدہ  
میں فرماں، پہنچے، تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا، سو ان کے لئے نہ کوئی خوف  
ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوسکے۔ درود جز میں۔

بابت صفحہ ۱۔

۶۔ هُوَ الَّذِي اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ  
هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ۔ آل عمران ۳ - ۷۔ وہ وہی ذات باری، ہے جس نے  
آپ پر کتاب اتاری، اس میں محکم آیتیں ہیں، وہی اُمّ الکتاب (اصل کتاب) ہے۔

۷۔ اِنَّا نَحْنُ قَنَاقَنَ الَّذِي وَ اِنَّا لَهٗ خٰفِضُوْنَ ۝ - الحجر۔  
۱۵ - ۹۔ (ہم نفیست، اور قرآن، کو ہم نے، ہاں، ہم ہی نے نازل کیا ہے اور  
ہم ہی اس کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے، محفوظ ہیں۔

۸۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَ كِتَابٌ مُّبِينٌ ۝ اسامہ  
۵ - ۱۵۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (ہدایت) اور واضح  
دروشن، نازل اور مستحق، کتاب آچک ہے، (اس لئے اب کسی دہم و گمان، خبط اور  
خلط بحث کی گنجائش نہیں رہی)۔

پھر کیا واقف سمجھا کر ہر کم و بیش طریق  
اُمتِ وسطیٰ کو مستلم بہرِ راہِ وسط سے



بس کہ ہے لاریب تجھ کو اختیارِ مستجاب  
ہاتھ تو میں نے دعا کے ساتھ پھیلائے بہت

---

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اِلٰهَکُمْ لَکُمْ اٰیٰتٌ فَمَنْ کَفَرَ مِنْکُمْ فَسَدُّوْنَ  
آلِ عَمْرَانَ ۲ - ۱۰۳ - اللہ کی طرح کہو کہ اپنے حکام اُستاد اور سمجھانے سے  
تاکہ تم راہِ یاب رہو۔

۴۰ دَکْذِبْتَ جَعَلْتَ کُفْرَ اُمَّةٍ وَاسَتْ یَتَّکُوْا نَوا شِیْکَہَا  
مَعٰی اَلَّذِیْنَ یُہْدُوْنَ بَقِیَّةً ۲ - ۱۳۳ - اور تو طرح محمد نے تمہیں رہنمائی میں  
یک منت رسولِ احسان در میند و بدینا یستفاد تاکہ تم جس ساریت پر گور  
رہو یعنی سب کے تھیں یہاں تا دور و حد و نور و معیاد کہ کرد۔

شارجہ، پیر ۱۱ رجب ۱۴۱۱ھ  
۲۵ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ

## حمد

بفضلِ نورِ مطلقِ صوفیاں ہوں  
چراغِ محفلِ کون و مکاں ہوں

شرفِ اُن کی نیابت کا ملا ہے  
ازل سے صدرِ بزمِ کُن فکاں ہوں

دلِ ہنگامہٴ امروز و فردا  
جہانِ ہست کی نبضِ تپاں ہوں

پہرہٴ آدمِ الٰہیہ کا سوچ  
غارِ فکر و فن کی کہنشاں ہوں



فرشتوں نے نہ جس نکتے کو سمجھا  
ابھی تک حیرتِ دیدہ دراں ہوں

مری فطرت میں ہے تسخیرِ عالم  
میں اپنی حد کے اندر بے کراں ہوں

ہنر کارِ جہاں کا خاص فن ہوٹا  
زبانِ حُسن کا حُسنِ بسیاں ہوٹا

یہی دل بارگیرِ حرفِ حق ہے  
ضمیرِ صدق کا گنج گراں ہوں

مرا جاں آفریں، جانِ حقیقت  
”ہو الموجود“، مسلم، میں کہاں ہوں

---

۱۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ ۲۱  
۲۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ الرحمن ۵۵۔ ۳۔ نَزَّلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ  
رَجُلٌ مِّنْ قَوْمٍ عَالَمِينَ ۝ ۲۵  
۴۔ خَاشِعَةً مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةٍ ۝ ۲۵  
۵۔ عَالَمِينَ ۝ ۲۵

## ذوالجمال و ذوالجلال

کار سازِ کن فکاں	خالقِ کوئن و مکاں
تو بہارِ بوستاں	رنگ و خوشبوئے چمن
مالکِ اقلیمِ جاں	چشم و دل کی روشنی
گرمی و نبضِ جہاں	آب و تابِ زندگی
مشعلِ دشتِ گماں	نورِ قلبِ غم زدہ
موجِ لفظ و بیاں	بالِ پروازِ خیال

میری شہ رگ سے قریب	میری رگ رگ میں وداں
سازِ مانِ کائنات	موجِ روحِ سازِ ماں
ذو الجہاں و ذو الجلال	رنگِ بوئے جاوداں
مالکِ غیب و شہود	والی تر کون و مکاں
بے عدیل و بے نشان	ہر نشاں اُس کا نشاں
ہر نفس اُس کی دلیل	ذرّہ ذرّہ کہکشاں
ہر طرف جلوہ فگن	روز و شب میں صوفشاں
مالکِ یومِ حِسنِ	حامیِ دلِ خستگان

سینہٴ مُسلّم کا ساز  
نغمہٴ دل کی زباں

شارح  
۲۹ اپریل ۱۹۸۴ء



رحمت کی پالش سے من کی کھیتی لے کے  
نام محمد کی خوشبو سے گلشن گلشن مہکے

روشن روشن تیرے جلوے دُکریں اندھیا  
پر بد بخت مراد دل کالا، دن میں بھی جو بہکے

ارمانوں کی دلدل دنیا، اک ڈوبے اک ابھمرے  
کیسے دامن خشک رہے، دریا کے اندر رہ کے

گمراہی، مدہوشی، ہستی، لغزش، حکم عدولی  
کیسے کیسے داغ لگے، غفلت کی رو میں بہ کے



عجب بھر رگ رگ میں میری روروشش مانگوں  
تن کے ڈیں روئیں میں سو سو آگ گنہ کی دہکے

روشن رکھ قندیل یقین کی مولا میرے دل میں  
گہرے کالے ہیں آسپی سائے نفس کی شہ کے

تو خالق تو مالک یارب، تو چاہے تو بخشے  
کر رحمت کی بارشش مولا، من کی کوتاہ چہکے

تیرے فضل سے اٹھیں یارب آنکھوں سے سب پردے  
اُبھریں رنگ تری احسن تقویم میں دھل کرتے کے

لب گویا تھے، آنکھیں پر غم حال بھی تھا فریادی  
دل کی بات ہے دل میں مسلم، ساری بانی کہہ کے



محیطِ عالم ہے حُسنِ تیرا، یہ میرا حُسنِ نظر نہیں ہے  
ہزار پردوں میں ایک جلوہ، جہاں میں حُسنِ دگر نہیں ہے

ترے خیالِ حیات پرور سے لہلہاتی ہے کشتِ عالم  
غزالِ گزیدہ چمن سے ابتر وہ دل کہ جو تیرا گھر نہیں ہے

تدش میں تیری ہوں پریشاں، چمن میں مثلِ غزالِ وحشی  
عبثِ تنگ و دو، فضولِ وحشت کہاں نہیں تو کہ ہم نہیں ہے

جمالِ سُخ کی تجلیوں سے نگاہِ عالم ہوتی ہے خیرہ  
و فورِ جلوہ کا ہے یہ عالم مجھے مجالِ نظر نہیں ہے

اگر ہے حلیم میں بھی یہ صورت نقاب اٹھے تو کیا سمسال ہو  
سمجھ میں آتی کلیم سینا کا کیوں یہاں پر گزر نہیں ہے

کہاں کی مے مہتی، کہاں سے مہتی، کہاں سے مہتی، کہاں سے مہتی  
عجیب شے ہے جنونِ مستی، خبر بھی ہے اور خبر نہیں ہے

سُننے میں لطفِ عطا کے چرچے، پڑے میں برقِ ادا کے چرچے  
نہالِ دل کو بھی آزماتے یہ خارِ خوش کا شجر نہیں ہے

خیالِ فکر و غم نہاں میں، جو تو نہیں ہے حریمِ جاں میں  
ہزار سوچ ہوں کہکشاں میں مگر طلوعِ سحر نہیں ہے

کڑی ہے ستمِ دلوں کی بازی، جگر ہے آتش تو آنکھ پانی  
عبث سراسر ہے زعمِ مستی، اگر ہو میں شر نہیں ہے



ترا ٹھکانہ ہو جس میں یارِ سب عریسِ دل کو دو گھر عطا کر  
یہت بھیا نک ہے ظلمتِ شب، چراغِ قلب و نظر عطا کر

لباسِ تقویٰ، لباسِ حکمت، لباسِ علم و ہنر عطا کر  
نبیؐ کے دامنِ خلق و رحمت نے جو بھیرے گھر، عطا کر

الہی آہِ سحر گہی دے، دلوں کو قندیلِ آگہی دے  
جو ذکر سے تیرے کھل کے برے مجھے وہی چشم تر عطا کر

لبوں پہ آیا جو ذکرِ انور، مشامِ جاں ہو گئے معطر  
کھلا ہو بابِ قبول جس پر، مری دُعا کو اثر عطا کر

سحابِ رحمت سے یا الہی، مہری ہو مُردہ دلوں کی کھیتی  
عصیرِ ایمان ہو رُوح جس کی، اُسی یقین کا ثمر عطا کر

جدھر نظر ہے اُدھر تھبتی، ہزار گُل ہیں ہزار بجلی  
ہزار جلوے، ہزار شوخی، ہزار تابِ نظر عطا کر

جو قلبِ مسلم میں ہے تلاطم، مٹا دے سارے ظن و توہم  
چمن چمن میں کھلے تبسم، دلوں کو رنگِ سحر عطا کر



خدا مُصَوِّر، نبی مُصَوِّر  
تو کیوں نہ ہو بے مثال پیکر



مُحَمَّدٌ

رَسُولٌ

اللَّهُ

# مُحَمَّدٌ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدًا وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

میں نے دُورِ شوق میں چوما ہے بار بار  
 آپس میں نامِ پاک پہ جب میرے کبِ طے



ہو محبت سے ادا نام محمدؐ ایک بار  
عمر بھر کے واسطے ہو سانس میری مشکبار

پھر گل بوں سے معطر ہے حریم دل مرا  
میں پر و بال تصور، اور تری رہ گزار

صدقہٴ نقشِ کفِ پا سے ترے ہے یہ عروج  
عرش سے روتے زمیں پر ہے درودوں کی بہار

مرکز تجھ پر ہوا ہے حسنِ خلیق تمام  
خاص دستِ خالقِ مطلق کا تو ہے شاہکار

ہے کسے خلوت کہ حق میں گزرتیرے سوا  
ہے ورا و ماورا میں کون تجھ سا اختیار

حق نے لطف خاص سے بخشا تجھے خلقِ عظیم  
تا ابد ہے گلشنِ اخلاق میں تجھ سے نکھار

تائشِ نامِ محمد سے مرے فن کی حبلا  
روحِ دل پر ہر نفس کرتا ہوں یہ نقش و نگار

یا شفیع المذنبین ازراہِ لطفِ السفات  
حشر کے دن ہو میرا تیرے غلاموں میں شمار

پھر تڑپتا ہے دلِ مسلم حضوی کے لئے  
یا محمد اذن کا ہے منتظر یہ خاکسار

# سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

①

سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ  
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

اے رحمتِ عالم صلی علی  
اے مظہرِ شانِ ربِّ علا

اے نورِ مبیں اے دل کی جلا  
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

اے قیمِ دین اے حق کی دنیا  
ہر لفظِ ترا اسرارِ کشا

ایمان و یقین کی فنو بخشنے  
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

ہر آنِ حیات نو بخشنے  
بے چینِ دلوں کو ذکرِ ترا

تو ہی معراجِ ذوقِ طلب  
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

ہے تو ہی سراجِ ندامت شب  
تو نورِ ہدیٰ تو صبحِ عت



ہے باغِ جہاں میں تجھ سے نمو  
تو رونق و جانِ ارض و سما  
ہر مھوپل میں سے تجھ سے خوشبو  
سُبْحَانَ اللہِ سُبْحَانَ اللہِ

تو ساغرِ مے، جانِ رگ و پے  
تو ہی سوز و تپش، تو ہی ساز و صدا  
تو نغمہ و ترن، تو سخن و کوائے  
سُبْحَانَ اللہِ سُبْحَانَ اللہِ

اے سحرِ مہلِ سنیہِ دانا  
منہ کھل ہو مہ کی تلِ سنیہ  
سے رہبرِ اکملِ سنیہِ دانا  
سُبْحَانَ اللہِ سُبْحَانَ اللہِ

اے اداہِ طیبہ کی ہو  
لبِ آفتابِ درخت کہ چھونک

مستلم جو بوسہِ رخِ زیب  
سُبْحَانَ اللہِ سُبْحَانَ اللہِ



ہو محمد مصطفیٰؐ پر اے خدا بہ دم درود  
جس کے دم سے ہے معطر گلشنِ غیب و شہود

باعثِ خلق جہاں زینتِ فزائے کائنات  
آفتابِ بزمِ امکاں، رونقِ بزمِ وجود

سے اُسی کے نور سے فکر و نظر کی روشنی  
ظلمتِ شامِ خرد میں صبحِ عرفاں کی نمود

واہوئے جس کی نظر سے بندگی کے بیج و خم  
جس نے سمجھاتے ہیں افسِ جہاں کو اسرارِ وجود

کھل گئے اُس کی حدیثِ لب سے ابوابِ شعور  
حرفِ اُس کا ارتقا سے ذہنِ انساں کا عمود

اعتداتِ بندگی، تحریکِ پروردگارِ خیال  
حلقہٴ طوقِ عبودیتِ مقلدیت سے شعور

وہ جو رہبر ہو تو آسماںِ زندگی کے وزو شب  
اُس کے نقشِ پاست روشن منہ اب پر شعور

اُس کی چشمِ فیض سے فکر و نظر کا انقلاب  
اُس کے لفظِ لب سے توڑے ہیں طنسماتِ جمود

ہے اُسی کے نام سے ہر سانسِ مسلم مشکبار  
رحمتیں ہیں عرش سے جس پر رواں مانندِ رود

۱۰۔ تحریر پروردگارِ خیال، نثر دی خیال

۱۱۔ اَوْ خَلَقَهَا بِسْمِطٍ ذَالِكِ يَوْمِ اَشْهُودُہ کی ۵۰۔ ۲۲  
جو، فی جہ سے جہان سے بے دیکھے ڈرتا ہو گیا، اور رجوعِ موت نے والہ دل ہے  
۱۲۔ اُس کو ختم ہو چکا کہ داخل ہو جائے جنت میں کسرتِ مستی کے ساتھ  
یہ دون ہمیشگی ہے۔



شاہدِ حق تُو ہے آفت اور ہے مشہور بھی  
باعثِ تخلیقِ عالمِ خلق کا مقصود بھی

وقت کی دھڑکن میں ہے صبحِ ازل سے موجدِ جان  
تُو محمد بھی ہے حامد بھی ہے اور محمود بھی

اولیں شاہد بھی تُو تھا، آخریں شاہد بھی تُو  
بزمِ عالم میں ازل سے تابد موجود بھی

تیرہ و تاریک تھی، ویران تھی تیرے بغیر  
بزمِ امکاں تیرے نقشِ پا سے ہے مسعود بھی

واہوئی راہِ یقیں مجھ پر یہ فیضانِ کرم  
کھل گیا مجھ پر گماں کا جادہ مسدود بھی

سب صحیفے، سب نبی، مسلم ہے جسکے نقیب  
تو ہے وہ ہادی مُرسل، احمدِ موعود بھی



مانتا ہوں تیرے کہنے سے، جسے دیکھا نہیں  
جو ترا معبود ہے، میرا وہی معبود ہے





کون تجھ بن شافعِ روزِ قیامت یا شفیع  
ہے طلبِ گارِ شفا غتِ نورِ انسانی جمیع

معدنِ جود و کرمِ سرچشمہٗ علم و حکم  
بے کراں رحمتِ تری، فیضانِ ہے تیرا وسیع

ہے زمین و آسماں پر ہر گھڑی چرچا ترا  
ہر حدِ امکاں سے بالا ہے ترا ذکرِ رفیع

اُسوۂ کامل ترا آئینہ دارِ الکتاب  
ہر عمل تیرا سند، ہر قول ہے تیرا واقع



①

یا محمد ہو اب تو حفنوری  
جان میری یہ لے لے گی دُوری

دل مرا ہے کہ برقی تپاں ہے  
سر پہ عصیاں کا بارِ گراں ہے  
کوئی مجھ سا نہیں ہے قصوری  
یا محمد ہو اب تو حفنوری

ہوں سیہ کار اور دل ہے کالا  
اس میں ایمان کا ہو اُجالا  
ایسی قندیل روشن ہو نوری  
یا محمد ہو اب تو حفنوری

ساقی آب تسنیم و کوثر  
دے شفاعت کے ثمریت کا ساغر

ایک جام شرابِ طہوی  
یا محمد ہو اب تو حضوری

مجھ کو ہر طور پختہ یقین ہے  
وہ ہے مالک اگر تو امین ہے

اور باتیں ہیں سب بے شعوی  
یا محمد ہو اب تو حضوری

کاشکس پھر میں ترے در پہ آؤں  
کاشکس پھر نور آنکھوں کا پاؤں

یہ تمنا ہے مسلم ہو پوری  
یا محمد ہو اب تو حضوری

جان میری یہ لے لے گی دُوری  
یا محمد ہو اب تو حضوری



سکونِ دل کا خزانہ جہاں سے ملتا ہے  
چلو مدینے، کہ سب کچھ وہاں سے ملتا ہے

خوشادہ حُسنِ ملاقاتِ یار کا منظر  
وہ میزبانِ سما میہماں سے ملتا ہے

درد و دھمتِ حق کی بہار ہے جس پر  
تری زمیں کا پست آسماں سے ملتا ہے

یقین ہے کہ ادھر بھی تو تو گیا ہے ضرور  
نقوشِ پا کا نشان کہکشاں سے ملتا ہے



نگاہِ لطف و عطا سے نوازتے ہیں ضرور  
سلامِ شوق و محبت جہاں سے ملتا ہے

دلوں کے درد کا ذکرِ رسولؐ ہے درماں  
حیاتِ روح کا سماں یہاں سے ملتا ہے

بہارِ زیت اُسی کے جمال کا پر تو  
سرورِ جاں بھی اُسی گلستاں سے ملتا ہے

حیاتِ بخشش ہے اُس کا خیالِ تابندہ  
مُسکونِ قلب اُسی مہرباں سے ملتا ہے

جو مانگتا ہے، اُسی در سے مانگ لے مُسلم  
خدا کے بعد اُسی آستاں سے ملتا ہے

## سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

(۲)

سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ  
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

اے نور محمد صلی علی  
اے مہر یقین : قندیل بدی

مشکوٰۃ خرد پر نور ہوتی  
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

ظلمت شب غم کی دور ہوتی  
اے نور حکم اے صبحِ ذکا

تو روحِ زمیں تو حسنِ سحر  
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

تو خلقِ حسن تو خیرِ بشر  
تو رنگِ چین - تو موجِ صبا

تو قیصرِ بشر منشورِ ترا  
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

تتمیرِ نظر دستورِ ترا  
مہرِ دور کا تو ہے راہنما

غنیوں کے غنی، ذوالفضل و متن  
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

اے روح مری، اے جانِ بدن  
صدِ فخر کہ میں ہوں تیرا گدا

مُضطر ہے بہت بیمارِ ترا  
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

پیرا بہنِ جاں ہے تارِ مرا  
رکھ نہ یہ مرے اَبِ دستِ شفا

بس اب تو ادھر آق ہو نظر  
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

یہ سوزِ جگر، یہ دیدۂ تر  
اے دافعِ حُزن و رنجِ دہن

اے صاحبِ رحمت و لطف و عطا  
اک حرفِ شفاعت، عفو و عفا

ہے مسلمِ خستہ تیرا گدا  
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ

①

مُبْتَدَأٌ، مُنْتَبَأٌ، مُصْطَفًى، مُسْطَفًى  
مُقْصِدٌ وَدَّ عَا، مُصْطَفًى، مُسْطَفًى

سرورِ کاروں، رہبرِ انس و جان  
مُرشد و رہنما، مُصْطَفًى، مُسْطَفًى

نُورِ کون و مَکَان، مَرِجِ دوجہاں  
مرتفع، مجتبیٰ، مُصْطَفًى، مُسْطَفًى

اُن کا جو نقشِ پا، وہ مَرارِ راستہ  
مُقْتَدِر، مُقْتَدِر، مُصْطَفًى، مُسْطَفًى

۱۔ مُبْتَدَأٌ، آغاز ہے، مُنْتَبَأٌ، نجات ہے، مرتفعی جس سے راستی ہوا جائے پسندیدہ۔  
۲۔ مجتبیٰ، مقبول، منتخب ہے، مُقْتَدِر، پیشوا جس کی پیروی کی جائے ہے، مُقْتَدِر، مطہر  
مراد، جس کی خواہش کی تیلے

مریم درد و غم ، چارہ ساز الم  
وہ اثر ، وہ دوا ، مصطفیٰ ، مصطفیٰ

میرا جاہ و حشم ، خاک کوئے حرم  
میرے دل کی صدا ، مصطفیٰ ، مصطفیٰ

قرۃ العین بھی ، رُوح کا چین بھی  
قلب کا حوصلہ ، مصطفیٰ ، مصطفیٰ

نورِ قلب و بصرِ ظلماتوں کی سحر  
ذہن و دل کا دیا ، مصطفیٰ ، مصطفیٰ

دافعِ ہر بلا ، اس کا ذکرِ عکلا  
مہ دہ جانتے ، مصطفیٰ ، مصطفیٰ

مسکے خستہ جاں سے سب آستان  
وا ہو دستِ عفت ، مصطفیٰ ، مصطفیٰ





باعثِ تنویرِ عالم ہے محمدؐ کا درود  
سایہٴ خیر البشرؐ، نوحِ بشر پر ابرِ جود

سارے اچھے نام دیتا ہے اُسے ربِّ حمیدؑ  
وہ محمدؐ، احمدؑ و محمود و حماد و حمودؑ

اُس نے ہی ہم کو سمجھائی زندگی کی اُنچ نیچ  
وہ تباہیاں سے دشمن ہو گئیں ساری ضد

ہے محمدؐ سے چمن زارِ جہاں میں تازگی  
ہیں مدینے کی ہوائیں رشکِ عطر و مشک و عود

۱۔ حمیدؑ قبل تعریف اللہ، احمدؑ تعریف کرنے والا۔ محمود، سزاوارِ مدح و تعریف،  
احمدؑ، "بہت زیادہ تعریف کرنے والا"، محمدؑ جس کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہو،  
حمودؑ تعریف کرنے والا۔

وہ جو ہے درمیان دردِ دل مدارِ زندگی  
بہیج ہیں اندیشہ ہائے گردشِ چرخِ کبود

اُس سے بڑھ کر اذریا سوداگر کی صیغہ حیات  
اُتیارِ مصطفیٰ ہے زندگی کا نفع و سود

حشر ہیں اُس کی غلامی میں شایانِ امتیاز  
اُس کے حسنِ فیض سے روشن ہے رخِ سجود

یا رسول اللہ، شفاعت کیجئے یومِ نشور  
یا رسول اللہ، رحمت کی نظر یومِ سکسود

دھڑکنوں میں دل کی مُسلم اُس کی ہی آوازِ پا  
بربطِ تارِ نفس میں اُس کی سانسوں کا سُرد



بیکل ہے تپ، حیر میں بیمار محمد  
لا دست شفا، مون چمن زار محمد

پھر میرے مقدر میں بدینے کا سفر ہو  
پھر کوئی تینے صورت دیدار محمد

دنیا میں میسر ہو اطاعت شہ دیں کی  
عقبیٰ میں ملے قربت سرکار محمد

محمد بندہ عاصی پہ بھی یارب یہ کرم ہو  
محشر میں رہوں ہمسر ابرار محمد

ہے مُرَدَّةٌ "مَنْ زَارَنِي" جان بخشی کو دے  
ہے مُوَرِدِ تَعَزُّزٍ یہ خطا کارِ مُحَمَّد

ہر ضرب میں دل کی ہے اُسی نام کی دھڑکن  
ہر سانس میری رشتہ اذکارِ مُحَمَّد

نازاں نہ ہو کیوں طاریع بیدار پہ مُسَلِّم  
دامن ہے مرا، دستِ گہر بارِ مُحَمَّد

---

۱۔: مَنْ زَارَنِي فَتَعَمَّدَا كَأَنِّي جَوَّارِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط  
احديث، جس نے قصداً میری زیارت کی، وہ قیامت کے دن میرے قریب ہو گا،  
مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي ط (احديث، جس نے میری  
قبر کی زیارت کی، اس کے لئے میری شفاعت ہوتی ہو گی)۔

(۲)

یا نبیؐ ہو میسٹر حفصوری  
جان لے لے گی ورنہ یہ دوری

تو ہی دُکھتے دلوں کا ہے دریاں  
دشت تیری نظر سے نکلتاں

شانِ فیضانِ رحمت و فوری  
یا نبیؐ ہو میسٹر حفصوری

دل مُدبِدب، ارادوں میں لرزش  
اور وہم و گماں کی ہے پوش

اب سہارا ہے تیرا حفصوری  
یا نبیؐ ہو میسٹر حفصوری



تیرے قدموں میں میرا ٹھکانا  
 مجھ کو اللہ سے بخشوانا  
 اُس کی عادت غفوری، شکوری  
 یا نبیؐ ہو میسٹر حضورِ

تجھ سے ہے میرے آقا گزارش  
 حشر میں کرنا رب سے سفارش  
 جس کی دافتر ہے شانِ غفوری  
 یا نبیؐ ہو میسٹر حضورِ

یا محمدؐ ہو اِذِنِ مدینہ  
 دُور تجھ سے نہیں کوئی جینا  
 زندگانی ہے مسلم ادھوی  
 یا نبیؐ ہو میسٹر حضورِ

جان لے لے گی ورنہ یہ دُوری  
 یا نبیؐ ہو میسٹر حضورِ



وقتِ ذکرِ حضرتِ خیرِ البشرؐ ہوتی گئی  
زندگی لمحہ بہ لمحہ معتبہ ہوتی گئی

ایک ساعت جو علیٰ ربارِ رحمت نہیں ہے  
باعثِ تسکینِ جاں و عمرِ مجھ ہوتی گئی

کھل گئے قفلِ ضلالتِ ہی نہ کہ غفلت سے  
بے خبر دنیا سے دل تھی، باخیر ہوتی گئی

علمِ سما کے سبھی سرورِ واپوتے گئے  
ہفتِ انداکِ اشتباہِ مُشت پر ہوتی گئی

کیا مُعَلِّم ہے وہ اُمّی، جس کے فنیں حشیم سے  
ایک مُشْتِ خاک مجھ جیسی گہر ہوتی گئی

رَفعتِ شانِ محمدؐ کا یہ ادنیٰ سا نشان  
نقشِ پاسے، کبکشاں ہر رہ گزرتی گئی

مریم زخمِ حبرؐ ہوتا گیا ذکرِ حبیبؐ  
دِستانِ درد، مسلم، مختصر ہوتی گئی



رحیم و راحم، عمیم احسان  
غنی، سخنی و سحابِ غفران



فرشِ زمیں سے فرشِ بریں تک نور کا منظر دیکھا ہے  
جیسے ہم نے خواب میں اُن کا چہرہ نور دیکھا ہے

دل میں نہ درِ محبت چھپکے، آنکھیں بھی روشن روشن  
شانِ خدا کا، حسنِ ازل کا جس نے منظر دیکھا ہے

قلب و نظر میں ذکر سے اُن کے کیسے گلشن گلشن ہو  
نہ فِ خيال سے جن کے مشامِ جاں کو موعظہ دیکھا ہے

خیرِ بشر، محبوبِ الہی، خاتمِ سلسلہ پیغام  
محفلِ کون و مکان میں کس نے اُن کا ہمسرہ دیکھا ہے

دھوپ میں ظلی سحابِ رحمت رنج میں سامانِ تسکین  
اُن کے ہر اک روپ میں ہم نے سایہِ داور دیکھا ہے

بھرِ محبت، خیرِ مجسم، خلقِ عظیم، احسان و عطا  
یومِ ازل سے کس نے ایسے حسن کا پس کر دیکھا ہے

لطف و عنایت، رحمت و شفقت، ضبط و تحمل، عفو و کرم  
کیا بتلائیں ہم نے وہ کیسا یکساں دہر دیکھا ہے

اُن کے ہی سنگِ در سے نسبتِ حشر میں کام آئے گی مرے  
آنکھ سے جو بھی انشکبہ، ٹپکا، بہتے گوہر دیکھا ہے

گوشہ گوشہ خوشبو خوشبو، موجِ ہوا میں سرشاری  
نیند سے اٹھ کر ہم نے معطر یوں اپنا گھر دیکھا ہے

اُن کے در پر حاضری میری خواب ہے یا کہ بے بیداری  
کہیے مُسلّم ایسا کسی نے اُدج مُفت تدر دیکھا ہے



ظلمتوں میں روشنی کے در کھلے  
بند تھے اندر سے در، باہر کھلے

بے منور بزمِ علم و آگہی  
راہِ سربستہ سربستہ کھلے

کٹ گئی ہے ظلمتِ شامِ گماں  
صبحِ نو آئی، یقیں کے در کھلے

ہر حدیثِ فکرِ نو پر دل کے باب  
بند کر رکھتے تھے ہم نے پر کھلے

وائے ہونے رُموزِ کائنات  
علمِ اسماء کے نہاں جو سر کھلے



مُربط ہونے لگی۔ بزمِ سخاوت  
کثرتِ وحدت کے سب مظہر کھلے

ہے وہی میرِ مقابلہ امور  
عقد ہائے زیست سب یکسر کھلے

چیرتی ہے اب ثریا کو نظر  
سینہ تار یک بحر و بر کھلے

انجم و شمس و قمر پر کیا وقوف  
ہم پہ سب اسرارِ بالا تر کھلے

کشتیِ دل لے گئی ساحل کے پاس  
ٹوٹ کر جب بندِ چشم تر کھلے

حاضری کو مُسلم بے نام کی  
رحمتِ اعلیٰ امین کے در کھلے



خوش بخت و خوش حال ہوں شہرِ نبیؐ میں ہوں  
اک کیفِ بے زوال ہوں شہرِ نبیؐ میں ہوں

ہر آن ہے نگاہ میں وہ جلوہٴ جمال  
آئینہٴ جمال ہوں شہرِ نبیؐ میں ہوں

آزادی خیال کی اللہ سے اڑان  
خوش فکر و خوش خیال ہوں شہرِ نبیؐ میں ہوں

محبوبِ رب ہے جو وہی میرا حبیب ہے  
بہ ذوقِ ذوالجلال ہوں شہرِ نبیؐ میں ہوں

دل اُن کے عکس نور سے ہے رشکِ آفتاب  
اک شمعِ لم یزال ہوں شہرِ نبی میں ہوں

قلب و نگاہِ لطف سے اُن کے ہیں لالہ زار  
پتھر تھا ، در کا لال ہوں شہرِ نبی میں ہوں

وہ سرِ بسرِ کرم کا ہیں دریائے بے کنار  
سرِ تافت دم سوال ہوں شہرِ نبی میں ہوں

مُسَلِّم علی ہے نعمتِ دربارِ مُصْطَفٰیؐ  
رحمت سے مالا مال ہوں شہرِ نبی میں ہوں

(۲)

آفتابِ ہمدی . مُصْطَفَا، مُصْطَفَا  
 رہبرِ ورہنما . مُصْطَفَا، مُصْطَفَا

سایہِ نورِ حق ، وہ جبینِ فلق  
 ظلمتوں میں نیا ، مُصْطَفَا، مُصْطَفَا

تاجدارِ اُمم ، شہرِ یارِ ارم  
 سرورِ ماسوا . مُصْطَفَا، مُصْطَفَا

وہ ہدایت کا نور ، وہ ہی شمعِ شعور  
 مشعلِ اِقت . مُصْطَفَا، مُصْطَفَا

وہ ہے شمس الفتحی، وہ ہی بدر لدجی  
جلوۂ حق نما . مُصْطَفٰے . مُصْطَفٰے

وہ دلیلِ مُبیین ، آیتوں کا امین  
مرضیٰ کبریا ، مُصْطَفٰے . مُصْطَفٰے

روشنی کا نقیب، وہ خدا کا حبیب  
رحمتوں کی گھٹا ، مُصْطَفٰے . مُصْطَفٰے

وہ ہے برہانِ حق، وجہِ عرفانِ حق  
ترجمانِ خُدا ، مُصْطَفٰے . مُصْطَفٰے

نُزہتِ فکرو فن، راحتِ جان و تن  
موجِ یادِ صبا ، مُصْطَفٰے . مُصْطَفٰے

مُسْلِمِ دِل زدہ کا بروزِ جزا  
شایق و آسرا ، مُصْطَفٰے . مُصْطَفٰے



نعتِ رسولِ پاکؐ میں میرے جو لب کھلے  
دارین کی فلاح کے ابواب سب کھلے

ہر منزلِ خیال سے آگے تھی دسترس  
کشفِ رموزِ باریہ کے جتنے تھے ڈھب کھلے

میں نے تو شوق میں کیا خمِ اکِ ہر نیاز  
واں لطف و التفات کے سائے سب کھلے

اُمّی لقبِ رسولؐ کے فیضانِ علم سے  
دروازہ ہائے دانش و علم و ادب کھلے



کیا جود و مہر و شفقت و رحمت کا ہو بیاں  
وہ مطلع سحر ہے کہ بس بے طلب کھلے

مجھ کو کہاں سلیقہ و حسنِ طلب نصیب  
اُس کا کرم کہ نطف کے در بے سبب کھلے

میں چار دانگ دہر میں کستی بکھیر دوں  
مُسلم جو کچھ حقیقتِ کیفِ عجب کھلے



امین وحی و رسولِ خاتم  
پہرِ حکمتِ علیمِ عالم

(۳)

یا محمد ہو اب تو حضورِ  
 جان میری یہ لے لے گی دُوری

تو ہی اوج و شرف میں ہے کامل  
 حق و باطل میں اک حدِ فاصل  
 اونچی تیری ہے شانِ ظہوری  
 یا محمد ہو اب تو حضورِ

دل میں خوفِ الہی کی نو ہو  
 اور تیری محبت کی فتو ہو  
 حاصلِ زیست ہے یہ سُوری  
 یا محمد ہو اب تو حضورِ

عہد کر کے میں ڈولتا ہوں  
 آنسوؤں کے گہر رولتا ہوں  
 چھائی ہے ظلمتِ ناصبوری  
 یا محمد ہو اب تو حضورِ

نہیں وہی مالکِ یومِ دیں ہے  
 اور تو رحمتِ عالمیں ہے  
 اور سب کا ذبی و کفوری  
 یا محمد ہو اب تو حضورِ

تیری رحمت کا ہے بابِ عالی  
 مسکنِ خستہ جاں ہے سوالی  
 اس پہ آساں ہو یومِ نشوری  
 یا محمد ہو اب تو حضورِ

جان میری یہ لے لے گی دُوری  
 یا محمد ہو اب تو حضورِ



پھر دُورِ شوقِ میں خونِ جگر ہوتی گئی  
باعثِ لطفِ نظر یہ چشمِ تر ہوتی گئی

لطف و احسان و کرم کا سا تباہ بنا گیا  
اُن کو میرے حال کی جیسے خبر ہوتی گئی

آتی ہے ہر صبح لے کر اُن کی خوشبوئے بدن  
نکھلتِ بادِ بہاری میرے گھر ہوتی گئی

اک کرن اُس مہرِ رحمت کی ہوتی تھی منعکس  
قلب کی تاریک راتوں کی سحر ہوتی گئی

ما سوا میں کون ہے اُن کے سوا جلوہ فگن  
”نُسخِ جدِ ہر اُن کا ہوا، دنیا اُدھر ہوتی گئی“

حشر کے دن سب نگاہیں اُٹھ رہی تھیں تنکے  
میری جانب جو شفاعت کی نظر ہوتی گئی

جیسے جیسے طرفِ دل مستم ہوا دستِ پذیر  
اُس طرف سے بارشِ علم و بہر ہوتی گئی



محمدؐ ہے راہِ یقیں کا دیا  
محمدؐ ہے قلب و نظر کی جلا



آسماں پر رحمتوں کے در کھلے  
بدست سرکار کے دفتر کھلے

مل گئی اتمام نعمت کی نوید  
بایہائے رحمت داور کھلے

ہو محمدؐ کی نگاہِ التفات  
یہ گماں بہر حبادۃ انور کھلے

ہو گئی روشن رہِ فکر و شعور  
ظاہرِ تخنیل کے شہر کھلے



وہ کلیدِ علم و عرفان و حکم  
فصل ٹوٹے، بیسکراں منظر کھلے

وہ مُرَکّی، وہ مُعَلِّم، وہ کتاب  
کتنے ہی دُر ذہن کے اندر کھلے

دل پہ روشن ہیں نتائجِ سبق  
صحیفہ اسباب کے مصدر کھلے

بہلہائی فصلِ تحشر یہ بشر  
فطرتِ انسان کے جوہر کھلے

لہ گیا انسان کی محکومی کا دور  
بے بسوں کے بھی ہیں بال و پر کھلے

ہو دلِ مُسکلم پہ گراؤن کی نظر  
کیوں نہ اُس پر ذوقِ خیر و شر کھلے



بھروں جھولی درِ خیر البشر سے  
حکَم سے، فہم سے، علم و ہنر سے

اڑا کرے چلے طیبہ کی جانب  
یہی ارماں ہے اپنی مُشت پر سے

لٹاؤں گوہرِ اشکِ ندامت  
مجھے نسبت ہے اُن کے سنگِ در سے

کرم ہو اُمّتِ عاصی پہ آقا  
کہیں پانی گزر جائے نہ نہر سے

جو میرے رہسنا و ناخدا ہیں  
محمد ہی نکالیں گے بھنور سے

اندھیرے چھٹ گئے پھیل اُجالا  
دلوں کے در کھلے لطفِ نظر سے

صراطِ مستقیمِ حق کی منزل  
ہوتی روشن مدینے کے سفر سے

انہیں کا آستان کا شانہ میرا  
اماں میں ہوں شہرِ برق و شر سے

وہ اک لمحہ جو اُن کے در پہ گزرا  
مرا حاصل ہے مستمِ عمر بھر سے



سیدِ ذومنزلیت، ذی مرتبت ذاتِ مکین  
سُرورِ کلِ انبیاء و خاتمِ کلِ مرسلین

نورِ اول، نورِ آخر، واقفِ منشاءِ حق  
شاہدِ ہنگامِ کن، بزمِ ابد کے سیرِ ہمیں

تو شہیدِ جلوہ گاہِ خلوتِ ربِ حبیب  
کون ہے تیرے سوا اسرارِ ایزد کا امین

عرصہ کونین میں ہے کون تجھ سا سرِ فراز  
رحمتِ للعالمین، محبوبِ ربِّ العالمین

خلوت و جلوت تری آئینہ خلقِ عظیم  
خوبی و خیر و حسن تیرے چمن کے خوشہ چیں

ہے مکمل ذات میں تیری جمال کائنات  
باعث شادابی گلشن ترا و جہرِ حیس

ہر نفسِ عرش بریں سے ہے دروہوں کی بہار  
نکبتِ رحمت سے ہے معمور طیبہ کی زمیں

ظلمِ خود کردہ سے آلودہ ہے دامنِ عمل  
ہے شفاعت ہی تری عفوِ امیدِ آخری

کھینچتی ہے پھر تری خوشبو مینے کی طرف  
اے گلِ ایمانِ مُسلم اے گلستانِ یقین



مسرور و مستِ حال ہوں شہرِ نبیؐ میں ہوں  
یا رب بہت نہال ہوں شہرِ نبیؐ میں ہوں

پیتا ہوں روزِ چشمہ خضرِ اسے بھر کے جام  
مست مئے جمال ہوں شہرِ نبیؐ میں ہوں

پھرتا ہوں مرغِ غزا میں رحمت کے بے خطر  
میں رشکِ صد غزال ہوں شہرِ نبیؐ میں ہوں

ہوں خوشہ چین گلشنِ خلق حضورؐ میں  
ذی حُسن و با کمال ہوں شہرِ نبیؐ میں ہوں



ہے وہ طیبِ خاص ہی میرا مرض شناس  
بے حُزن و بے ملال ہوں شہرِ نبی میں ہوں

اُس نورِ پاک سے ہوتی دل کی مرے جلا  
وہ صاحبِ جمال ہوں شہرِ نبی میں ہوں

محبوبِ بے مثال ہیں، دل کا شہار ہیں  
خوش بختِ بے مثال ہوں شہرِ نبی میں ہوں

مجھ کو نبی کے باغ کی مُسلم لگی ہوا  
شاداب ہوں، نہال ہوں شہرِ نبی میں ہوں

شارجہ، جمعرات ۲۱ مارچ ۱۹۹۱ء  
 ۵ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ



غلام سرور کون و مکان ہوں  
 علو کی انتہا ہے میں یہاں ہوں

مینے میں ہوں، اُن کا یہاں ہوں  
 کہاں ہوں اور کین کا ہمقران ہوں

فلک پر ہیں قدم اُن کے سبب سے  
 زمینی ہوں پہ نجر آسمان ہوں

محمدؐ کے قدم کی خاک ہوں میں  
 وہ ذرہ ہوں کہ مہر دو جہاں ہوں

مرے صیقل گز دل ہیں محسوس  
میں اُن کی روشنی میں دُرفشاں ہوں

بلا اُن کی غلامی میں وہ جو ہر  
دل ہر ذرہ میں برقِ تپاں ہوں

ہوں سیرابِ سحابِ غیثِ رحمت  
خسِ طیبہ ہوں، رشکِ صدِ چناں ہوں

پروتا ہوں سرشکِ تر کی لڑیاں  
ندامت کے چین کا باغیاں ہوں

کہاں مجھ سا غنی مسلم جہاں میں  
گدائے مُصطفیٰ ہوں، کامراں ہوں

(۳)

جادو حق نما . مُصْطَفٰے مُصْطَفٰے  
منزلِ مصطفیٰ . مُصْطَفٰے مُصْطَفٰے

اصفی الاصفیاء ، اقدس الاقداس  
فضل ارباب ، مُصْطَفٰے مُصْطَفٰے

بعد حق معتبر ، میر نوع بشر  
وہ ہے خیر الوری ، مُصْطَفٰے مُصْطَفٰے

باعث کل جہاں ، کیا زماں کیا مکاں  
نارِ ارض و سما ، مُصْطَفٰے مُصْطَفٰے

شہرِ علم و مہنر، آفتابِ سحر  
چشمہ سازِ ضیا، مُصطَفٰی، مُصطَفٰی

تابِ رُوحِ بشر، مثنیاتِ نظر  
نقطۂ ارتقا، مُصطَفٰی، مُصطَفٰی

وہ حبیبِ دلائل، وہ طیبِ دلائل  
ہر مرض کی دوا، مُصطَفٰی، مُصطَفٰی

رحمتوں کا جہاں، خالقِ گلستاں  
لا تَقِ ہر شے، مُصطَفٰی، مُصطَفٰی

حشر میں یا نبی، ہوشِ شفاعتِ مری  
ہر خطا بخشوا، مُصطَفٰی، مُصطَفٰی

مَسِئَمِ مُبْتَلا، ہے مجلا یا بُرا  
ہے ترا ہی گدا، مُصطَفٰی، مُصطَفٰی



دل کو زہے حنفوری محبوبِ ربِ ملے  
اس عالم وجود کا آخِ سبب ملے

وہ کیف اُن کے ذکر میں ہر روز شب ملے  
گویا کہ میرے پاس ہیں گویا کہ اب ملے

اے دل نگاہِ شوق سے اُن کی طرف تو دیکھ  
ہر جلوہ شہود بختِ ادب ملے

میں تے دفورِ شوق میں چوما ہے بار بار  
آپس میں نامِ پاک پہ جب میرے لب ملے

بزمِ خیال میں ہے یہ سرشاری کمال  
ہم کو کہاں یہ ہوش کہ وہ ہم کو کب ملے



زندہ ہوتی ہیں خُلد کی اِستِدارِ دلِ پزیر  
جو ناتبِ اِلہ کا رُتبہ ہے اب ملے

کل کر جہیں پہ چین سے سوبازوں حشر تک  
جو خاکِ پائے سیدِ داءِ حسبِ ملے

بیابانِ دل، قسردہ نظرِ خونچکاں جگر  
بخشش کو یہی لطف کے سیلابِ سب ملے

اِشتِ عمل اب بڑ ہے، بنجر ہے بانجھ ہے  
لِلّٰہ مری نجات کا کوئی تو ڈھب ملے

ختم ہو میرِ نیاز جو اس در پہ ایک بار  
پورا ثوابِ بندگیِ مُستحبِ ملے

میر سوا نہیں کے نام کے نغمے بکھیر دوں  
مُسْلِم جو کچھ سلیقہ، شعور و دُب ملے



اُٹھی فریادِ میہِ می چشمتِ ترے  
سحابِ رحمتِ حق کھل گئے پرے

کبھی گزروں جو تیری رہ گزرتے  
دھنوپہلے کروں خونِ جگر سے

ترے قدموں میں آفتِ جان دینا  
مناجِ فحشِ صد عمرِ خضر سے

ترمی خاکِ کھنڈِ پا بن کے سوؤں  
تمنا لے کے نکلا ہوں یہ گھر سے

تری آوازِ پارسا نسوں میں میری  
سکونِ دل ہے تیری خبر سے

سلامِ شوق کی نسوغات میری  
ملے رحمت کے گلہ استے ادھر سے

جمالِ مصطفیٰ سے دل ہے روشن  
نیگوں سر کیوں ہوں احسانِ سحر سے

ہے گوہر بارِ ابرِ لطف و رحمت  
کوئی آسودگی کو اب نہ تر سے

نشاط و انبساطِ قلبِ مُسلم  
محمد ہی کے فیضانِ نظر سے



یا محمد میرے دل سے دھویے غفلت کا رنگ  
پھر مجھے سکھائیے ایمان سے جینے کا ڈھنگ

شیشہ دل سے مٹا دیجے خیالاتِ شنیع  
ہو مرے سعی و عمل پر اسوۂ تائبان کا رنگ

کیجئے عیقل مرے قلب و نظر کو نور سے  
ہو تخیل پر نہ میرے وسوسے افلاک تنگ

مہرباں ہو کر بلا لیجئے مجھے پھر ایک بار  
موجزن ہے حاضری کی قلب محزون میں اُمنگ

ہر نفس مجھ کو عطا ہو آپ کا قرب جیل  
ہر دم مشکل میرے آپ کا ہو ساتھ سنگ

حشر کے دن ڈھانپ لیجے اپنی کسلی میں مجھے  
آپ ہی اُس دن ہیں میرے حافظِ ناموس و سنگ

میں گزیدہ ہوں تو اپنی سٹِ امتِ اعمال کا  
عمر بھر کا ماحصل، احکامِ ربانی سے جنگ

یا محمد اب شفاعت کیجے اللہ سے  
ہے اُسے محبوب خَلقِ احمدی کا انگ انگ

مانگئے اپنے مُحب سے بخششِ ستم کی بھیک  
آپ مالک اور میں ہوں آپ کی چو کھٹ کی منگ



ایسے نصیب ہوں، درِ خیر البشر ملے  
میرا نہیں سوال کہ اوجِ فخر ملے

تسکینِ قلب، جادۂ ايقال نگاہِ لطف  
کیا کیا یہاں نہ خاک سے لعلِ گہر ملے

پائے درِ رسول سے ایمان و آگہی  
پاکیزگی، دل ملی، علم و ہنر ملے

قائم ہوتی روایتِ تکریمِ آدمی  
انساں کے نقشِ پا عِرمِ عرش پر ملے

ہر دم رواں دواں ہوا حکمت کا آبشار  
تسخیر کائنات کے سارے ہنر ملے

بندوں پہ ختم ہو گئی بندوں کی خواہگی  
منہ کو علی زبان تو اڑنے کو پر ملے

مسلم ترے حضور میں ہے جانِ تن کی ساتھ  
ہے جانِ تن نشانِ جوبارِ دگر ملے

---

۱: وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُذِيَ خَيْرًا كَثِيرًا  
البقرہ ۲-۲۶۹، درجے حکمت عطا ہو گئی، اُسے یقیناً خیر کثیر عطا ہو گا  
(بالخصوص امور دین میں فہم صحیح)۔

۲: اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا  
فِى الْاَرْضِ مِنْ دَآئِبِغٍ عَلَیْكُمْ نِعْمَةٌ ظَٰهِرَةٌ لِّیَّ بَآطِنَةٌ

لقمان ۲۱-۲۰۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے تمہارے لئے تسخیر کر دیا ہے اس سب کو جو  
آسمانوں اور زمین میں ہے، اور تم پر پوری کر رکھی ہیں اپنی تمام ظاہری و باطنی نعمتیں۔





میری جبینِ شوق کو وہ سنگِ درے  
یعنی نسمیرِ خاک کو نورِ سحرِ ملے

دیکھوں تری نگاہ سے ہر منظرِ شہود  
آقا ترے طفیل وہ حُسنِ نظرِ ملے

اس خستہ حال پر ہے کچھ اس طرحِ نظر  
ہر دم ترے خیال سے تری خبرِ ملے

ہے جستجو میں روزِ ازل سے یہ کائنات  
نقشِ کفِ رسول کی اس رہ گزرِ ملے

ہیں محترم تو انبیاء سارے مگر ہمیں  
معراجِ حق کی شان ہے وہ راہِ برے

گلِ پاشیاں کریں مرے پاؤں کے آبلے  
مجھ کو جو اُس دیار کا اذن سفر ملے

مُسَلِّمِ حریمِ قلب میں اُن کا درود ہے  
ہر نغمہٴ نفس میں بس اُن کی خبر ملے



شرفِ آفرینش کو اُس کا وُرو  
اُسی سے ہے کون و مکان کا وُجو



اے موجدہ جاں پرور اے لالہ صحرائی  
اے نور شب ظلمت سرچشمہ دانائی

کچلے ہوئے انساں کی تقدیر نے کروٹ لی  
دیران گلستاں میں پھر فصل بہار آئی

ہر بات ادھوری تھی، جو بزم تھی سونی تھی  
اے جانِ جہاں تجھ سے ہے انجمن آرائی

بے یار تھے بے کس تھے، محروم توجہ تھے  
صدیوں کے غلاموں کو حاصل ہونی گویائی

بے نور بصارت تھی اور یورشِ ظلمت تھی  
دی تیری ہدایت نے ہر آنکھ کو بینائی

تاریک تھی ہر ساعت 'جب تو نہیں آیا تھا  
ہر روز ہی شب گزری، ہر روز سحر آتی

تسکینِ دل گریاں، درمانِ غمِ عصیاں  
اک لطفِ نظر تیرا، اعجازِ مسیحائی

یہ رمز تھی پوشیدہ، سجدے میں فرشتوں کے  
ہے عرشِ الہی تک انساں کی پزیرائی

پھر کشتیِ مسلم ہے امواجِ تلاطم میں  
کب جوش میں آئے گی پھر رحمتِ بطحائی

شمارہ ۴، مئی ۱۹۹۱ء  
پیر ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ



محمد ہیں در کس ہدیٰ دینے والے  
اندھیرے دلوں کو جلا دینے والے

سراج منور ہیں، مصباح حق ہیں  
وہ تقدیرِ خفستہ جگا دینے والے

طبيبِ اَلَم ، قاطعِ ناءِ مِیدی  
شکستہ دلوں کو شفا دینے والے

حیاتِ یقین ، موجہٴ رُوحِ ایماں  
فنا میں نویدِ بستا دینے والے

سربِ تذبذب میں نخلِ تیقن  
قیاس و گماں کو مٹا دینے والے

مُعَلِّم ، مُرَکِّب ، مُسَدِّطِ الٰہی  
وہ بندے کو حق سے ہٹا دینے والے

دلیل و سرکارِ رواں ، میرِ منزل  
نہاں منزلوں کا پتا دینے والے

شفیعِ اُمم ، رحمتِ ہر دو عالم  
قیامت میں سر پہ ردا دینے والے

حبیبِ خدا اور حبیبِ خلاق  
میری نبضِ دل میں صدا دینے والے

شارحہ

۲۲ دسمبر ۱۹۸۱ء



یا محمد مدینے بُلا لو  
دل ہے بیتاب دل کو سنبھالو

اب نہیں تائب دوری کی مجھ کو  
اب بلا لو گلے سے لگا لو

خاتم الانبیاء یا محمد      سید الاصفیاء یا محمد  
تم ہو بدر الدجی یا محمد      چادرِ نور مجھ پر بھی ڈالو  
یا محمد مدینے بُلا لو  
دل ہے بیتاب دل کو سنبھالو



اے محمدؐ جہاںوں کے والی      مگر بس رحمتِ ربِ عالی  
دید کے منتظر ہیں سوا لی      اب تو چہرے سے پردہ ہٹا لو  
یا محمدؐ مدینے بُلا لو  
دل ہے بیتاب دل کو سنبھالو

کون تم سا فصیح اللہ ہے      دل میں اترے جو ایسا بیاب ہے  
میں ہوں گردِ آبِ ہیم و گماں ہے      کشتیِ دل کو میری کسنبھالو  
یا محمدؐ مدینے بُلا لو  
دل ہے بیتاب دل کو سنبھالو

صاحبِ آبِ تسنیم و کوثر      شایعِ مذہبیں روزِ محشر  
رحمتِ عالمیں سب کے سرِ سر      اپنی رحمت میں مجھ کو چھپا لو  
یا محمدؐ مدینے بُلا لو  
دل ہے بیتاب دل کو سنبھالو

عمر گزری ہے گمراہیوں میں      کچھ نیاں دلیں کچھ دسوسوں میں  
سانس گھٹتی ہے تاریکیوں میں      قعرِ ظلمت سے اب تو نیکا لو  
یا محمدؐ مدینے بُلا لو  
دل ہے بیتاب دل کو سنبھالو

گردشِ حشر میں ہے مقدر      شبِ تاریک اور دل بھی مضطر  
 سے مدینے کے بدرِ منور      نورِ ایمان سینے میں ڈھالو  
 یا محمد مدینے بُلاؤ  
 دل ہے بیتاب دل کو سنبھالو

میں اسیرِ گتہ و خطا ہوں      طاسبِ لطف و مہر و عطا ہوں  
 سخت عاجز ہوں بے ستِ پائوں      گر پڑا ہوں مگر تم اٹھاؤ  
 یا محمد مدینے بُلاؤ  
 دل ہے بیتاب دل کو سنبھالو

آپ کے در پہ نظریں کر ڈکی میں      میرے دل میں امیدیں بڑی ہیں  
 یہ جدائی کی خنریاں کر ڈکی میں      یا بلاؤ یا آ کے پست لو  
 یا محمد مدینے بُلاؤ  
 دل ہے بیتاب دل کو سنبھالو

اب نہیں تاب دوری کی مجھ کو  
 اب بلاؤ گئے سے لگاؤ



وہ عیدیت و بستگی کا زبور  
پہ رفعت میں مہمانِ عرش حضور

عجب استزاج بشر اور نور  
وہ انساں پہ احسانِ رب غفور

اُسی سے ضمیرِ خرد میں شعور  
اُسی کا بسیاں انشراحِ امور



مجھ پر جو مہربان و داک ذات ہو گئی  
میری تمام زیست خوش اوقات ہو گئی

دل پر جو میرے نور کی برسات ہو گئی  
روح حسیات پر تو آیات ہو گئی

اس طرح دل پہ ثبت ہوا نام مصطفیٰ  
ہر سانس میری حسن عبادات ہو گئی

تیری ہی شمع رشد ہے ہر سمت نور بار  
چشمی جدھر بھی، قاطع ظلمت ہو گئی

نقش قدم سے تیرے ملا ہے زمیں کو اونچ  
یثرب کی خاک رشکِ سماوات ہو گئی

تیری تجلیوں سے ہی اے نورِ لم یزل  
سب کائنات صورتِ مشکوٰۃ ہو گئی

در پر ترے وہ درسِ قناعت ملا مجھے  
اللہ کی رضا ہی مستجابات ہو گئی

جاری زبیاں پر جو ہوا اُن کا نام پاک  
تطہیرِ قلب و ذہن و خیالات ہو گئی

کیوں منزلِ حیات اب آساں نہ مجھ پہ ہو  
بہرِ کام جب وسیلہ وہی ذات ہو گئی

مسلم جو موت آتے تو قدموں میں آپ کے  
اک آرزو یہ مرکزِ دعواست ہو گئی



مرحبا خیر البشیر فخر شعار بیت کی  
 ہر سخن تیرا حدیث افتخار بیت کی  
 تو تے ہی کھولے عبودیت کے اسرار دہوز  
 لوحِ دل پر ثبت ہیں نقش و نگار بندگی  
 عبد کا مل تو، تجھی سے ہے عباد کو کمال  
 ہے تے نقش قدم پر ہی مدارِ بندگی



بہت پیار سے حق نے صورت بُنی  
 رسالت کی رحمت کی مَٹھی چُنی  
 مجّت سے دھوئی تو نُروں بُنی  
 کیا سرورِ اُخروی و دُنی  
 ہوئے ہیں نبی و رِشی و مُنی  
 مگر، کون عالم میں اُن سا گُنی!



## سراپا، مبارک

لکھوں سراپا میں آج اُس کا، جو میرا ملجا ہے، میرا مادی  
جہاں میں ہیں تے کیا اُجالا، چراغ روشن کیا بُدا کا

کروں میں خونِ جگر کو پانی، قلم کو یاربِ ملے روانی  
رہوں سدا محمودِ خوانی، غلام ہوں فخرِ دوسرا کا

کُشادہ چہرہ، جیسے منور، فراخ آنکھیں، نہادِ اظہر  
نفسِ نفس میں ہے موجِ کوثر، جمالِ رخ ہے مثالِ صہبا

گھٹنے گھنیرے سیاہ گیسو، رفیع گردن، مہین ابرو  
 وقار و تمکین کے سارے پہلو صفوں میں بوگوں کی سبقتی

شفیق آنکھیں، شفیق نظریں، دراز پلکیں، دراز زلفیں  
 کسی کی نظریں نہ رخ پہ ٹھہریں، وہ رعب و اب حضور والا

وہ دانت جن کی ہے آب موتی، رہیں منت چمک گہر کی  
 نظر شفیق کی، ادا فلق کی، حب لال باری، جمال مولا

سخن سخن طرزِ دلپذیری، ادا ادا خوشے دلنوازی  
 جو دل پہ ہو نقش، بات اس کی اثر میں ڈوبا کلام سارا

میانہ گامی، مسیانہ خوبی، کوئی کمی ہے نہ کوئی بیشی  
 کمال صورت، کمال سیرت، کمال اسوہ، کمال جلوہ

ہزار دل بستگی نظریں، کلی کلی کھل اٹھے سحر میں  
 حیات تازہ ہو بال پر میں، نگاہ معجزہ نفس میسما

سکوں کا منظر، وہ رُفتے انور، سحابِ لطف و کرم سرِ سر  
پسینہ صد رشکِ عود و عتیر، جلالِ تمکین ہے قدِ بالا

لبوں پہ رخشاں کبریاں سحر کی، لٹائے نورِ ہدا کے موتی  
بچھاؤ دامن، پسار و جھولی، کرم کا اس کے کھلا خزانہ

جمیبِ اوردہ نورِ سپیکر وہ حسنِ ارض و سما کا محور  
ہو میرا دل، میری جاں نچھاورِ جری، شمع و جوانِ رعنا

وہ لحنِ شیریں بلند آہنگ، کلامِ عطرِ کمالِ فرہنگ  
جہاں میں کوئی نہیں ہے پاسنگِ بشر، یہ نوعِ بشر میں یکتا

کمالِ عالم رسا بلاغت، دلوں کو روشن کرے فصاحت  
کمالِ مسحور کن و جاہت، مطایعِ عالم، مَطِیعِ مولیٰ

بُھلاتے اُس کی زبانِ شیریں، وہ جوئے آبِ دانِ شیریں  
رُچے دلوں میں بیانِ شیریں، مبین و بین، بلیغ و اُجلی

چمن چمن میں کھلا تبسمؔ جو اترے سینوں میں وہ تکلمؔ  
مٹیں گمان وطن و توہمؔ نہ داغ کوئی رہے نہ دھبہ

جہان لفظ و بیان ہے نادمؔ نہیں قلم کی مجال مسلمؔ  
لکھے شنائے نبیؔ خاتمِ رستم محمدؔ کا ہو سراپا



جبین محمدؔ سے روشن جہاں  
اُسی کا تبسمؔ ہے آرام جاں

اندھیری شبیوں میں سراجِ منیر  
نقیبِ صداقتؔ ، بشیر و نذیر



سَلَامُ اُنْ پر کہ جن کے اُوچ کی وہ ابتدا ہے  
جہاں بال و پرِ روح الٰہی کی آہٹا ہے

سَلَامُ اُنْ پر کہ جن کا رنگِ سُرخِ رنگِ خدا ہے  
انہیں کا حُسنِ رنگِ زیست میں جلوہ نما ہے

سَلَامُ اُنْ پر دلِ امکان میں جن کی ضیا ہے  
انہیں کے ذکر سے آئینہ دل کی جلا ہے

---

۱۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَ مَنَ أَحْسَنُ مِّنَ اللّٰهِ صِبْغَةً۔ البقرہ۔

۲۔ ۱۳۸ (میں تو، اللہ نے اپنے رنگِ دین) میں رنگ دیا ہے۔ اور اللہ سے

بہتر کون رنگ دینے والا ہے جس کے دین نے رنگِ ایمان کو نکھار دیا ہے۔

سلام اُن ذات پر جو صاحبِ مہرِ رُخا ہے  
تو کُل میں تشکر میں قناعت میں سوا ہے

سلام اُن پر سخن جن کا حدیثِ ارتقا ہے  
وہ جن کا بہر قدم آگے کی نینب ہی بڑھا ہے

سلام اُن پر کہ رحمت اور کرم جن کی دلا ہے  
یہاں میں بہ شہنشاہِ دُغنی جن کا گدا ہے

سلام اُن پر خدا بھی جن کا خود مدحت نہرا ہے  
شناختی میں جن کی بہ دو عالم سب گشا ہے

سلام اُن پر کہ جن کی جوتے تن موجِ صبا ہے  
حریمِ زندگی میں اک شمیم جاں فزا ہے



سلام اے مصطفیٰ ، مقبول و محبوب الہی  
عریس بزمِ عالم ، زینتِ اورنگِ شاہی

سلام اے منبعِ لطف و کرمِ والِ نگاہی  
سلام اے مرجعِ دلِ خستگانِ عالمِ پناہی

سلام اے صاحبِ غرۃِ دُشرفِ اعرشِ جاہی  
سلام اے سرِ سراجِ و معراجِ کعبۂ مثلِ راہی

سلام اے سایہ گسترِ عاطف و ظلِ الہی  
مرد عاشقانِ مطلوبِ عالمِ میہ سے ماہی





جمالِ نورِ خدا مجسم  
مضویہ ربِّ عدا مکرم

حریمِ کونین میں مقسم  
عریسِ محفل وہ گھر کا محرم

اسی سے بزمِ جہاں منظم  
وہی ہے شیرازہ بند عالم

لطیف و مستفیق مثالِ شبنم  
گراں بہ دشمن بدوستِ یشم



سلام اُن پر جو ہیں آفت محمد مصطفیٰ  
وہی ہیں منتخب، مشفق، مہدی، مجتبیٰ

سلام اُن پر جو ہیں ہر دو جہاں کے مقتضی  
خدا راضی ہے اُن سے وہ خدا کے مقتضی

سلام اُن پر جو ہیں بزم ازل کے مبتدا  
جو ہیں وحی و نبوت کی لڑی کے منتہی

سلام اُن پر جو ہیں ہر ماسوا کے مقتدی  
نہیں کچھ کبھی خدا کے بعد جن سے ماوری

سلام اُن پر جو ہیں عالمِ امان، کہفِ لوری  
انہیں کا تاج ہے اعلیٰ، وہی صدرِ اعلیٰ

سلام اُن پر جو ہیں سرِ تا قدم نورِ الٰہی  
کہا حق نے بھی جن کے نام پر صلّی

سلام اُن پر جو ہیں خیر، خیر، خیرِ لوری  
جہلو میں جن کی ہیں رُخِ القدس، صاحبِ قوی

سلام اُن پر کہ جن سے ماند ہے بدرِ الٰہی  
ہے منت کش، انہیں کے حسن کا شمسِ الفنی



سلام اُن پر جنہیں سے نے خود بھی نہ آیا  
 اُن سے تا ابد کوں ، مگر سے جن کو چاہا

سلام اُن پر مبارک نام ہیں سارے انہیں کے  
 حُر ، حمید و نور ہدی ، یا حسین و فہد

سلام اُن پر ، ذال جنہوں نے ہر تذبذب  
 صراطِ مستقیم حق بنا دل کا دوراں

سلام اُن پر جو ہیں چارہ گرِ قلب شکستہ  
 وہی زخموں پہ رکھیں مرہمِ رحمت کا پھیلا



محمد کہ ہے دو جہاں کی اماں  
 محن میں سکون و قرار دلاں  
 سروں پر کڑی دھوپ میں سائیاں  
 کئے دو سب جس نے وہم و گماں  
 مشقت ہو ہم پر تو اُن پر گراں  
 ”حَرِيصٌ عَلٰی کُفْرٍ“ کی شرٹ ٹیڑی



کارواں کو اب کسی مشغل کی بھی حاجت نہیں  
 ممتزلوں پر پڑ رہی ہے نامہ نیر کی روشنی  
 ہے منور انس سے ہی بہ ایک فانوس خیال  
 انس کے لب سے چھوٹی ہے ہر سحر کی روشنی



محمدؐ سے فکر و نظر آب وار  
 محمدؐ سے ہے معرفت کی بہار  
 دُخشنده اوزاک کی رہ گزار  
 ہری دانش و فہم کی کشت زار

محمدؐ سے روشن فنون و حکم  
 یقین و خرد کا وہ ربطِ بہم



کراچی  
۹ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ

## حلیمہ محمد کو گود لیتی ہیں

### آواز سر و شش

حلیمہ نے لوری محمد کی گائی  
کلی اُس کی تفسیر کی مسکراتی

گھٹا رجمتوں کی حلیمہ پہ چھائی  
بہار اُس کے ویراں گلستان میں آئی

عجب رُوح پرور تھا نامِ محمدؐ  
کہ مٹتی کثرتِ حمد کی جلوہ زائی

وہ محمودِ عرش ہویں کی بشارت  
عجب اسمِ احمد میں مٹتی دلِ ربانی

جو دیکھا وہ حسن و جمال مجسم  
فدائی کی دولت حلیمہ نے پائی

ذرا مسکراتے جو ننھے محمدؐ  
ہوئی جان و دل سے حلیمہ فدائی

نہے یہ مقدّر ہے اوج قسمت  
بہی ہے حلیمہ محمدؐ کی دائی

ہوئی اس کی آغوش پر برکتوں سے  
جہانوں کی رحمت جھولی میں آئی

بنو سعد کا آج چمکا ستارہ  
حلیمہ کی تاریک شب جگمگائی

نہ باقی رہی تنگی و خشک سالی  
جو سوکھی تھی کھیتی وہ پھر لہلہائی

ہوادشت میں چشمہ شیر جاری  
مغیلاں میں بھی شہد کی فصل آتی

ہوئے غنیمہ دگل نشتارِ تبسم  
صبا نے فضاؤں میں خوشبو لندھائی

ملا جو اُسے گوہر گنجِ ہاشم  
علیمہ نہ جامے میں پھولی سمائی

خوشی سے زمیں پر تہ پڑتے تھے پاؤں  
علیمہ مسرت سے یوں گنگنائی

---

۱۵۱۔ مستند روایات کے مطابق علیمہ کی چھاتیوں میں بہت کم دودھ تھا، حضورؐ کو گود میں بیٹے ہی اتنی فردنی ہوئی کہ پکپکے کو آگیا، علیمہ کی ادٹش جس کا دودھ نہ ہونے کے برابر تھا کثرت سے دودھ پینے لگی، جو گھر بھر کی سیری کے لئے کافی تھی، سواری کی مرلی سی گدھی اس بابرکت سوار کے باعث تیز و طرز ہو گئی، اور بنو سعد کی دوسری عورتوں کی سواریوں سے آگے نکل گئی، بنو سعد کے کھیتوں اور گلیوں میں بہت برکت ہوئی اور بارانِ رحمت سے فائدہ کی بہتات ہوئی۔

## محمد کی لوری

میٹھی نیند محمد سو جا  
اے کونین میں اچھ سو جا  
میٹھی نیند محمد سو جا

تو ہے سارے جگ کا سرور  
تو ہے کل دُنیا کا رہبر  
سب سے اونچا رتبہ تیرا  
اے معراج کی سرحد سو جا  
میٹھی نیند محمد سو جا

نعت کا اتمام محمد  
تو ہے خیرِ انام محمد  
عرشِ درود کا مینہ برساتے  
میری دولتِ سرمد سو جا  
میٹھی نیند محمد سو جا

رَب نے تجھ کو رفعت بخشی  
تُو نے ہم کو عزت بخشی  
سوئی قسمت جاگ اُٹھی ہے

سود ہے تیری آمد سو جا  
میٹھی نیند محمد سو جا

تیرا نور ازل سے روشن  
تُو ہے ہر اک دل کی دھڑکن  
تُو حاصل ہنگامہ کُن کا

تُو ہے گوہر مقصد سو جا  
میٹھی نیند محمد سو جا

تجھ سا اور زعیس نہ کوئی  
صاحب خلق عظیم نہ کوئی  
کوئی نہیں ہے تیرا ہمسر

اے سب سے بالا قد سو جا  
میٹھی نیند محمد سو جا

ع۔ اذ قُضِيَ أَمْرٌ، فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔ آل عمران۔

۳۔ ۴۔ جیہ دالہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو بس اس سے کہتا ہے ”ہو جا“ اور وہ ہو جاتا ہے۔

سوکھی کھیستی پھر بہرائی  
رحمت کی بدلی ہے چھاتی  
سوش قبیلے کے دن چمکے

میرے بھاگ ہیں اسوڑ سوجا  
میٹھی نیند محمد سوجا

بہتی ہیں اب دودھ کی نہریں  
دانوں سے بھر پور ہیں بالیں  
فصل کے ایسے چشمے پھوٹے

جن کا انت نہ کچھ حد سوجا  
میٹھی نیند محمد سوجا

دنیا سوئے اور تو جاگے  
ٹوٹے ہیں ظلمات کے دھاگے  
بکھرا کُفر کا تانا بانا

اے ہر باطل کے رُڈ سوجا  
میٹھی نیند محمد سوجا

میں قربان میں تیرے داری  
 آ میری تفتدیر سنواری  
 تو ہے ڈھال ہراک مشکل کی  
 ہراک آفت کی سد، سو جا  
 میٹھی نیند محمد سو جا

تجھ پر لاکھ سلام محمد  
 روتے زمیں پر نام محمد  
 محمود و محبوب خدا کے

عرش بریں کے احمد سو جا  
 میٹھی نیند محمد سو جا

میٹھی نیند محمد سو جا  
 اے کونین میں اچھ سو جا



## مَنْقِبَتِ بُتُولِ

منظہر جو رحمتوں کا ترا گھر ہے فاطمہؑ  
وَا رَوْضۃٔ جنال میں ترا در ہے فاطمہؑ

تجھ سے رہی ہے آنکھ میں ٹھنڈک رسولؐ کی  
تو نورِ چشمِ احمدؑ سرور ہے فاطمہؑ

زہرہؑ ہے، گل ہے پھول ہے خوشبو کی موج ہے  
باغِ دلِ رسولؐ کا جوہر ہے فاطمہؑ

خیر النساء کہ سیدہ زہرا ہو یا بتولؑ  
جو بھی ہے تیرا نام وہ برتر ہے فاطمہؑ

چکی سے دستِ بانو سے جنت میں لالہ زار  
سلطانِ کائنات کی دختر ہے فاطمہؑ

آسودگی ترشہ لبِ کربلا نہ پوچھ  
خود منظر وہ مساتی کوثر ہے فاطمہؑ

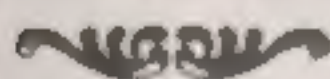
تیرے ہی گھر سے آئی ہے رسمِ ورہ وفا  
ایشار کی جبین کا تو زیور ہے فاطمہؑ

فرزندِ وزوجِ حرمتِ دیں پر ہوتے نثار  
قربانیوں کا، گھرِ ترا منظر ہے فاطمہؑ

ہنس ہنس کے خارِ زیستِ مسلم لیے ہیں خم  
حسنِ گلِ خلوص کی پیکر ہے فاطمہؑ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا  
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ  
حَمِيدٌ مُجِيدٌ ط اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا  
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ  
عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ  
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ ط



